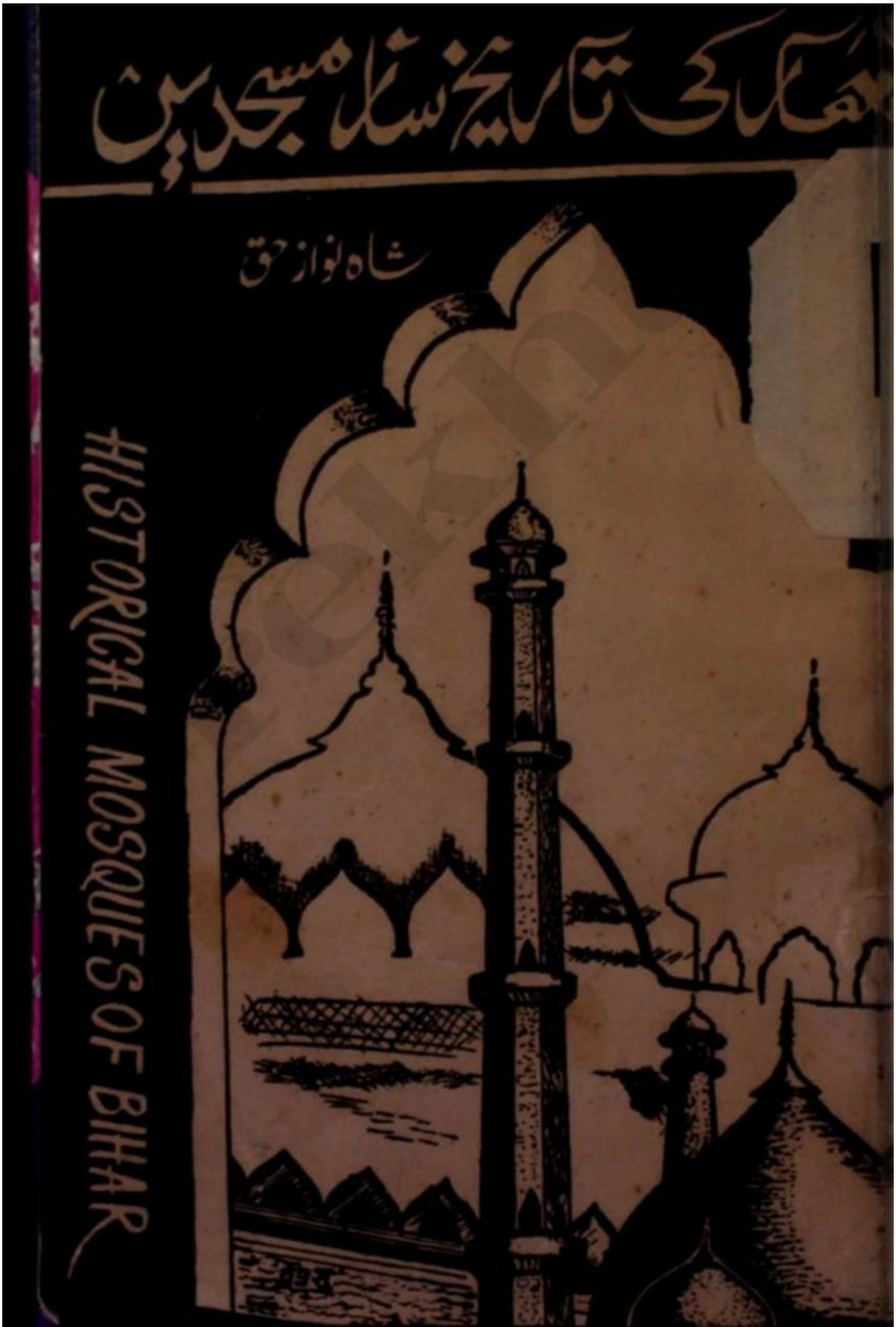

ھار کی تاریخی مسجدیں
شاہ نواز حق
HISTORICAL MOSQUES OF BIHAR

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ

پیش لفظ

آج ہمارے نور چشم شاہ نواز حق سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "بہار کی تاریخ ساز مسجدیں" کا مسودہ مجھے دیکھلایا۔ ہمارے صوبہ کی خوش بختی ہے کہ یہاں کی مسجدیں صدیوں پرانی اور آباد ہیں۔ نور چشم شاہ نواز سلمہ نے مسلمانان صوبہ بہار پر احسان کیا ہے کہ ان تاریخی مساجد کو قلمبند کرایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد امان اللہ قادری
پھلواروی
سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ
٦ر رمضان المبارک دوشنبہ ١٣٩٠ھ

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

دیباچہ

مارچ ۱۹۷۵ء میں بہار کی مسجدوں پر ایک کتاب لکھنے کا خیال پیدا ہوا اور پھر پورے شوق اور لگن کے ساتھ ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جا جا کر کتبات اتارنے کے کام میں مصروف رہا۔ تقریباً اس کام میں پورے دو سال لگ گئے۔ ۱۹۷۷ء کے موسم گرما میں کتاب تیار ہوگئی اور اس کا مسودہ صاف کر کے اوائل جون ۱۹۷۷ء میں اعلیٰ حضرت شاہ عون احمد مد ظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں پھلواری شریف حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے مختلف نشستوں میں بکمال توجہ و محبت کے ساتھ کتاب کے مسودہ کی سماعت فرمائی۔

میں ان تمام حضرات کا ممنون و احسان مند ہوں جن بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے کسی طرح سے بھی اس کتاب کی تدوین میں میری مدد کی ہے خطوط لکھے ہیں، مشورے دیئے ہیں، ہمت افزائی کی ہے اور جن کی کتابوں سے میں نے مدد لی ہے، ان سب کا بے حد شکر گذار ہوں۔

اس موقع پر اپنے نانا الحاج سید ضمیر الدین احمد صاحب مرحوم (مسکن کوٹھی باقر گنج پٹنہ)، کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جنہوں نے بچپن میں بندہ کو نہایت ہی خلوص اور محبت کے ساتھ عربی اور اردو ادب کی تعلیم دی تھی

ہ تعلیم بہار کی مسجدوں" کی تدوین کے وقت کام آئی۔ اللہ پاک ان
ان قبر کو اپنی رحمت کے پھولوں سے بھر دے اور ان کا مقام بلند فرمائے
آخر میں کتاب سے استفادہ کرنے والوں سے درخواست کرتا ہوں
ہ کتاب کے متعلق اپنی رائے سے سرفراز فرمائیں تاکہ کتاب میں جو خامیاں
رہ گئی ہیں دوسرے ایڈیشن میں ان کو دور کیا جاسکے۔

شاہ نواز حق عفی عنہ

ام۔ اے۔ بی۔ ایڈ

ہندستان کی تاریخ اور آثار قدیمہ۔ پٹنہ یونیورسٹی

۲ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

اپنے والد و والدہ محترمہ
جناب الحاج سید فضل حق صاحب دامت برکاتہ کے نام
جنہوں نے مجھے اس لائق بنایا ۔۔۔!

اسلام میں مسجد کا مقام

عربی لفظ "مسجد" کے لغوی معنی ہیں وہ جگہ جہاں کوئی شخص خدا کے سامنے سجدہ کرتا ہے یعنی اپنے آپ کو پورے طور پر خدا کے سامنے ڈال دیتا ہے۔ مسجد کا نام بیت اللہ یعنی خدا کا گھر اور اسے خدا کی عبادت کے لئے استعمال کرنے کا حکم خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (سورہ جن) مسجدیں صرف خدا کے لئے ہیں اس لئے ان میں خدا کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی قوم کی پوری زندگی کی ہمہ جہتی اعلیٰ قدروں کی مرکز تھی جہاں صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نمازیں پڑھنے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پند و نصائح کرتے اور وعظ فرماتے تھے جن میں صرف یہی ہدایت نہیں ہوتی کہ لوگ خدا کے نیک بندے ہو جائیں بلکہ وہ قاعدے اور قانون بھی بیان ہوتے تھے جن کے مطابق لوگوں کو مل جل کر رہنے کی تلقین ہوتی تھی یہیں وہ ان لوگوں سے ملتے جو آپ سے ملنے کے لئے آتے، یہیں سب امور پر بحث ہوتی، مقدموں کی سماعت ہوتی اور فیصلے سنائے جاتے تھے، غرضیکہ اسلام کی بالکل ابتدائی زندگی میں مسجد قوم کی سیاسی مذہبی اور سماجی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی تھی۔

(ہندستان کی مسجدیں ص۳)

اسلام میں مسجد کا مقام

عربی لفظ "مسجد" کے لغوی معنی ہیں وہ جگہ جہاں کوئی شخص خدا کے سامنے سجدہ کرتا ہے یعنی اپنے آپ کو پورے طور پر خدا کے سامنے ڈال دیتا ہے۔ مسجد کا نام بیت اللہ یعنی خدا کا گھر اور اسے خدا کی عبادت کے لئے استعمال کرنے کا حکم خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورہ جن) مسجدیں صرف خدا کے لئے ہیں اس لئے ان میں خدا کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی قوم کی پوری زندگی کی ہمہ جہتی اعلیٰ قدروں کی مرکز تھی جہاں صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نمازیں پڑھنے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پند و نصائح کرتے اور وعظ فرماتے تھے جن میں صرف یہی ہدایت نہیں ہوتی کہ لوگ خدا کے نیک بندے ہو جائیں بلکہ وہ قاعدے اور قانون بھی بیان ہوتے تھے جن کے مطابق لوگوں کو مل جل کر رہنے کی تلقین ہوتی تھی یہیں وہ ان لوگوں سے ملتے جو آپ سے ملنے کے لئے آتے، یہیں سب امور پر بحث ہوتی، مقدموں کی سماعت ہوتی اور فیصلے سنائے جاتے تھے، غرضیکہ اسلام کی بالکل ابتدائی زندگی میں مسجد قوم کی سیاسی مذہبی اور سماجی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی تھی۔

(ہندوستان کی مسجدیں ص۳)

قدیم کتبوں کی اہمیت

ہندستان کے قدیم کتبے تاریخ کے خزانے ہیں جنہوں نے ہندستان کی عظمت کو بڑھایا ہے۔ عیسوی قبل تیرہویں صدی سے بارہویں صدی تک ہندستان میں کتبے مختلف شکل میں نقش ہوتے رہے ہیں۔ یوں تو کتبوں کو نقش کرنے کا رواج "ہڑپا تہذیب" سے شروع ہوا لیکن بدقسمتی سے انہیں ابھی تک اطمینان بخش طور پر نہیں پڑھا جاسکا ہے حقیقت میں ہماری تہذیب کا ثبوت انہیں کتبوں کی مدد سے سامنے آیا ہے ان کتبوں سے اس زمانے کے سیاسی ہلچلوں کا ہی علم نہیں ہوتا بلکہ مذہبی سماجی اور اقتصادی حالتوں کا بھی صحیح اندازہ ملتا ہے۔ (بہ شکریہ آل انڈیا ریڈیو، پٹنہ)

ابجد ہوز | غیر عرب مسلمانوں کو عربی کے یکساں حروف کی شناخت میں جب دشواری ہوئی جیسے س۔ ش وغیرہ کی تو عبدالملک بن مروان کے مقرر گورنر برائے عراق حجاج نے اس دشواری کو محسوس کیا اور اپنے کاتبوں کو حکم دیا کہ ان متشابہ حروف کے لئے علامت مقرر کر دیئے جائیں جس سے ایک حرف کو دوسرے حرف سے ممتاز کیا جاسکے۔ کہا جاتا ہے کہ نصر بن عاصم نے یہ خدمت انجام دی اور کسی حرف پر ایک، کسی پر دو نقطہ لگائے اور نقطہ لگانے کی جگہوں میں فرق رکھا تاکہ ہر ایک کی شناخت ہو سکے۔

ابجد	ہوز	حطی	کلمن	سعفص	قرشت	ثخذ	ضظغ
۱،۲،۳،۴	۵،۶،۷	۸،۹،۱۰	۲۰،۳۰،۴۰،۵۰	۶۰،۷۰،۸۰،۹۰	۱۰۰،۲۰۰،۳۰۰،۴۰۰	۵۰۰،۶۰۰،۷۰۰	۸۰۰،۹۰۰،۱۰۰۰

المجیب ۱۳۸۰ھ بقلم مولانا عبداللہ عباس ندوی پھلواروی، مقیم مکہ

پٹنہ کی تاریخی یادگاریں

بعض انسانوں کی طرح، بعض شہروں کے ساتھ بھی بہت ساری یادیں وابستہ ہوتی ہیں۔ یہ یادیں مختلف قسم کی ہو سکتی ہیں۔ ان کا تعلق کسی اہم فیصلہ کن واقعے، یا کسی با اقتدار شخص کی کارگزاری یا پھر کسی مذہبی یا سماجی تحریک کی نشوونما سے ہو سکتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ یادگاریں تاریخی یادگاریں بن جاتی ہیں۔ یہ یادگاریں بھی کئی طرح کی ہو سکتی ہیں۔ پرانے زمانے کی عمارتیں، کتبے اور سکے، علمی کتابیں مصوری کے نمونے اور دستاویزات، اسلحے اور رہائشی ضرورتوں کے مختلف قسم کے سامان وغیرہ۔ ان مختلف قسم کے آثار میں عمارتیں ہی سب سے زیادہ پائیدار ہوتی ہیں اور کسی بھی شہر کی تاریخی یادگاروں کا ایک بڑا حصہ ان عمارتوں پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ یہ بات خاص کر ان شہروں کے متعلق زیادہ صحیح ہوتی ہے جن کا سلسلہ وجود طویل رہا ہو اور جنہوں نے کسی ملک کی تاریخ کے بہت سارے نشیب و فراز کو دیکھا ہو۔ عہد قدیم کسم پورا یا پاٹلی پترا، عہد وسطیٰ کا پٹنہ اور آخری مغلیہ دور کا عظیم آباد جو اب پھر پٹنہ کہا جانے لگا ہے، ایسا ہی ایک شہر ہے

پاٹلی پترا کی بنیاد پانچویں صدی قبل مسیح کے آخری سالوں میں پڑی جب مگدھ کے راجہ اجات شترو نے دریائے گنگا کے کنارے پاٹلی نامی ایک گاؤں کے پاس ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ اس کے قبل مگدھ کی راجدھانی راجگیر تھی۔ مغلیہ دور میں کئی شہزادے صوبہ دار بہار کی حیثیت سے پٹنہ میں رہے۔ ان میں سے ایک اورنگ زیب

کا پوتا عظیم الشان تھا جسے بنگال کی صوبہ داری میں اضافہ کے ساتھ ۱۷۰۳ء میں بہار کی صوبہ داری بھی ملی۔ اس وقت بنگال کا صدر مقام مرشد آباد تھا۔ نظم و ضبط کا پابند اور با اثر دیوان صوبہ مرشد قلی خاں بھی اسی جگہ رہتا تھا۔ اس کی سخت گیری سے کبیدہ خاطر ہو کر عظیم الشان نے ۱۷۰۴ء میں پٹنہ میں سکونت اختیار کر لی اور اورنگ زیب کی اجازت سے اسی شہر کا نام عظیم آباد رکھ دیا۔ سکوں اور سرکاری کاغذات پر بھی یہ نیا نام لکھا جانے لگا گرچہ پرانا نام پٹنہ بھی عرف کے اضافہ کے ساتھ استعمال ہوتا رہا۔

عہد وسطیٰ سے متعلق یادگاریں نسبتاً زیادہ ہیں اگرچہ بہت کم ہی عمارتیں اپنی اصلی حالت میں باقی ہیں۔ بانی شہر شیر شاہ کے عہد کی کوئی بھی عمارت باقی نہیں سوائے محلہ دھولپورہ میں واقع اس ایک مسجد کے جو شیر شاہی مسجد کہی جاتی ہے۔ اس کی عمارت ۱۹۳۴ء کے شدید زلزلے میں بہت حد تک نقصان ہو چکی ہے اور اس پر کوئی کتبہ بھی نہیں ہے لیکن اس کے ملحق قبرستان میں ایک قبر پر اکبر کے عہد کا ایک کتبہ ہے جو اسی جگہ پر مسجد کی موجودگی کے امکان کو تقویت پہونچاتا ہے۔ مدرسہ کی وہ شاندار مسجد جسے شاہجہاں کے ہم زلف نواب سیف خاں صوبہ دار بہار نے ۱۶۲۸ء سے ۱۶۳۲ء کے درمیان کسی سال میں بنوایا تھا۔ سیف خاں کا ایک دوسرا اور زیادہ اہم کارنامہ وہ مدرسہ ہے جس کا کچھ حصہ اب بھی چوک تھانہ کی عمارت کے پورب جانب موجود ہے اور جس کے نام پر یہ جگہ محلہ مدرسہ کے نام سے مشہور

ہے۔ یہ مدرسہ اٹھارویں صدی تک ایک اہم علمی مرکز تھا اور اس میں مدرسوں اور طالب علموں کی رہائش اور وظیفوں کے لئے ایک بڑی جائداد وقف تھی۔ سڑک کی دوسری جانب دکھن کنارے پر اورنگ زیب کے عہد کی ہی ایک مسجد ہے جسے نواب شائستہ خاں کے ناظر عنبر خاں نے بنوایا تھا۔

کچھ دور آگے پچھم کی جانب سڑک کے کنارے ایک مسجد ہے کتبے کے مطابق اس کی تعمیر سنہ ۱۲۰۲ھ میں مرشد آباد کے نواب مبارک الدولہ فیروز جنگ کے حکم سے ہوئی تھی مگر عام طور سے یہ فخر الدولہ کی مسجد کہی جاتی ہے۔ نواب فخر الدولہ دہلی سے نامزد آخری باضابطہ صوبہ دار بہار تھا جس کا عہد سنہ ۱۷۲۷ء سے سنہ ۱۷۳۴ء کے لگ بھگ تھا۔ ممکن ہے کہ اس نے اس جگہ پر ایک مسجد بنوائی ہو جس کی توسیع بعد میں ہوئی ہو۔ یہ شہر کی ایک اہم مسجد تھی۔ اٹھارویں صدی میں وہابی تحریک کے سلسلے میں مولانا ولایت علی صادقپوری نے اس کو وعظ و درس کا ایک مرکز بنایا تھا۔ ذرا اور آگے پچھم کی طرف سڑک سے اتر جھاراج گھاٹ محلہ میں تاج اور منگن نامی دو صوفی بزرگوں کے مزارات کے قریب اورنگ زیب کی بنوائی ہوئی مسجد ہے جو روضہ کی مسجد کہی جاتی ہے۔

خواجہ کلاں تھانہ سے ذرا پورب سڑک کے کنارے سے پٹنہ کی قدیم ترین مسجد ہے جس کی تعمیر مغلیہ حکومت کے قیام کے قبل بنگال کے سلطان علاء الدین حسین شاہ نے سنہ ۱۵۱۱ء میں کرائی تھی۔ اب یہ بیگو حجام کی مسجد

کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کے بالکل نزدیک سنہ ۱۹۲۹ء میں بنی دارالعدل کی وہ عمارت ہے جس کی جگہ پر اب خواجہ کلاں تھانہ ہے اندر جس کے کتبے تھانے کی دیوار میں اب بھی لگے ہوئے ہیں۔ آگے کچھ دور پر مرزا معصوم کے نام پر آباد گذری محلہ ہے جس کو ایک اٹھارویں صدی کے قلمی نسخے میں گذری مرزا معصوم لکھا گیا ہے۔ یہ جہانگیر کے عہد کے ایک فوجی افسر تھے اور ان کی بنائی ہوئی مسجد سڑک کے کنارے دکھن طرف موجود ہے یہ شہر کی دوسری قدیم مسجد ہے۔

شہر میں چھوٹی اور بڑی پٹن دیوی کے دو مندر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پٹنہ کا نام اسی دیوی کے نام پر ہے۔ نزدیک ہی میں سیف خاں کی بنوائی ہوئی سنہ ۱۶۲۸ء کی شاہی عیدگاہ ہے۔ آدھ میل اور آگے جاکر شہزادہ پرویز کے حکم سے بنی سنہ ۱۶۲۶ء کی وہ سنگی مسجد ہے جس کے نام پر پتھر کی مسجد کا محلہ آباد ہے۔ اسی کے جنوب میں شاہ ارزاں کی درگاہ کا احاطہ ہے۔ اس میں کئی تاریخی عمارتیں ہیں جن میں سے ایک شاہ ارزاں کا مقبرہ ہے جس کی تعمیر سنہ ۱۶۳۲ء میں ہوئی تھی۔

آل انڈیا ریڈیو پٹنہ

پٹنہ کی مسجدیں تاریخ کے آئینہ میں

کسے خبر تھی کہ پیری میں شاد دل میرا
رولائے گا مجھے اگلی کہانیاں کہہ کر

یہ شعر حضرت شاد عظیم آبادی مرحوم کی تاریخ بہار مسمی بہ نقش پائدار سے لیا گیا ہے آج سامعین کے سامنے عظیم آباد کی چند مسجدوں کا تذکرہ کر رہا ہوں جو مغل عہد میں یا اس سے پہلے تعمیر کرائی گئیں تھیں اسی کے ساتھ دیار ہند کی دوسری مسجدوں کا بھی تذکرہ آجائے گا۔

مسجد وہ مقام ہے جہاں رب العزت کے سامنے اجتماعی یا انفرادی طور پر سجدہ کیا جائے۔ یہ خدا کا گھر یا خانہ خدا ہے یہاں بڑے چھوٹے رنگ و نسل کی کوئی تمیز نہیں، شاہ و گدا، شہنشاہ و مسکین شانہ بشانہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آٹھویں صدی عیسوی سے ہندستان کے ساحلی علاقوں کی مسجدوں کا تذکرہ ہند کی تاریخ کی زینت بنا ہوا ہے قدیم ترین مسجدوں میں سے دو ہی مسجدیں سامنے آتی ہیں۔ ۱۱۹۳ء میں قطب الدین ایبک کی بنائی ہوئی مسجد جو قطب مینار کے پاس دہلی میں ہے اور اجمیر کی ڈھائی دن کا جھونپڑا والی مسجد جو ۱۱۹۹ء میں تعمیر کی گئی۔

قطب الدین ایبک کے ایک سردار نے صوبہ بہار کو فتح کیا جس کا نام بختیار خلجی تھا۔ اس نے عظیم آباد سے دار الخلافت بہار شریف منتقل کر دیا تھا۔ پٹنہ میں مسلم طرز تعمیر کا کام بیگو حجام کی مسجد سے شروع ہوا۔

یہ مسجد ۹۱۶ھ ہجری مطابق ۱۵۰۹ء یا ۱۵۱۰ء میں تعمیر ہوئی۔ اسے بنگال کے بادشاہ علاء الدین حسین شاہ اور خان معظم نذیر خان نے تعمیر کرائی۔ ۱۹۲۶ء میں اس کی مرمت محمد بیگ نے کرائی جو بیگو حجام کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے صحن میں گور کے چمکیلے ٹائل لگے ہوئے ہیں اور نذیر خاں کے عربی کتبے کے مطابق یہ جامع مسجد تھی اور شیر شاہ نے جب قلعہ کی تعمیر کی اور اس شہر کو آباد کیا تو بہت سی چھوٹی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

تاریخ داؤدی کے مصنف لکھتے ہیں کہ شیر شاہ نے پیشن گوئی کی تھی کہ پٹنہ ایک دن ملک کا بہت بڑا شہر بن جائے گا۔ ۱۵۴۵ء میں شیر شاہ نے محلہ دھولپورہ میں ایک مسجد تعمیر کرائی۔ ۱۸۶۲ء میں ایک یوروپین سیاح بگلر نے اسے پٹنہ کی سب سے شاندار عمارت بتایا ہے۔ یہ مسجد پتھروں سے بنائی گئی ہے اور اس کے بیچ میں ایک بہت بڑا قبہ ہے اور چاروں طرف چھوٹے چھوٹے قبے ہیں، بیک وقت دیکھنے والے کو تین قبے نظر آتے ہیں۔ اس مسجد میں چونے اور ریگ کے نقش و نگار بھی ہیں۔ اس کے باہر محمد مراد شہنشاہ صوفی کا مزار ہے جس کا کتبہ ۱۵۲۳ء کا ہے۔

شیر شاہ کی موت کے بعد ۱۵۴۵ء سے ۱۵۶۰ء تک آپس میں خانہ جنگی کے باعث پٹنہ میں کوئی تعمیری کام نہ ہو سکا۔ ۱۵۷۴ء میں طبقات اکبری کے مطابق اکبر افغانوں کی گوشمالی کے لئے پٹنہ آیا۔ اکبر کے عہد حکومت میں بھی کوئی عمارت نہ بن سکی گرچہ پٹنہ کی حیثیت ایک

ممتاز شہر کی ہو چکی تھی جیسا کہ انگریزی سیاح رالف نے لکھا ہے۔

سنہ ۱۶۰۵ء سے لے کر سنہ ۱۶۲۸ء تک جہانگیر کے عہد حکومت میں چند عمارتیں تیار ہوئیں۔ گذری بازار پچھم دروازہ میں معصوم خاں نے سنہ ۱۶۱۲ء میں مرزا معصوم کی مسجد بنوائی۔ یہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جس کی سطح بہت اونچی ہے، اس کے صدر دروازے پر پتھروں پر ترشے ہوئے نقش و نگار ہیں اور اس کے کتبہ پر جہانگیر کا نام مرقوم ہے۔

جہانگیر کے عہد کی دوسری مسجد پتھر کی مسجد یا سنگی مسجد ہے اس کی طرز تعمیر مغل نہیں، بلکہ مقامی ہے۔ اس مسجد پر تین قبے ہیں بیچ کا قبہ بڑا ہے۔ اس مسجد میں کوئی نقش و نگار نہیں ہے۔ اس مسجد کی تعمیر شہزادہ پرویز کے ایک جنرل مہابت خاں نے کرائی تھی۔ یہ سنہ ۱۶۲۶ء میں شہزادہ پرویز کی موت کے ایک سال بعد تیار ہوئی۔

سنہ ۱۶۲۷ء سے لے کر سنہ ۱۶۵۸ء تک شاہجہاں کا دور مغل طرز تعمیر کا سنہرا دور تھا۔ شاہجہاں کے دور کی بنائی ہوئی مسجد مدرسہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ یہ گنگا کے کنارے جمنی گھاٹ جہاد گنج میں ہے۔ اسے سیف خاں نے سنہ ۱۶۲۹-۳۰ء میں بنوایا۔ یہ مسجد بہت خوبصورت ہے۔ اس کی طرز تعمیر اور نقش و نگار لاجواب ہیں۔ مدرسہ مسجد کے ساتھ ساتھ حاجی چاند کی مسجد بھی بہت خوبصورت ہے یہ کرنل گنج میں ہے۔ شائستہ خاں کے ایک عزیز حاجی چاند نے اسے سنہ ۱۶۴۶ء میں بنوایا۔ شاہجہاں کے دور کی ایک اور مسجد منگل تالاب کے قریب ہے یہ سنہ ۱۶۵۰ء میں بنی۔ اسے دوندی بازار کی مسجد کہتے ہیں۔ اس میں

ایک ہی قبہ ہے بنانے والے کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں یعنی ۱۶۵۸ء سے لے کر ۱۷۰۷ء تک تعمیر کا کام بہت کم ہوا۔ پٹنہ میں اس دور میں چند مسجدیں تیار ہوئیں درگاہ شاہ ارزاں کے قریب مدرسہ کی مسجد ۱۶۵۹ء میں بنائی گئی۔ ایک کتبہ کے مطابق اسے نواب عبداللہ خاں بہار کے گورنر نے بنوایا تھا ایک دوسری مسجد جسے ڈھائی کنگورے کی مسجد کہتے ہیں جسے دھولپورہ پٹنہ سیٹی میں مرزا نوری نے ۱۶۷۰ء میں تعمیر کرایا اورنگ زیب ہی نے روضہ مسجد دو بزرگوں کے مزار کے قریب بنوائی۔ خواجہ عنبر شایستہ خاں کے ناظر نے عنبر مسجد ۱۶۸۹ء میں بنوائی۔ یہ مسجد چوک کلاں پٹنہ سیٹی میں ہے۔ نگلا میں بزرگ امید خاں نے ۱۶۹۸ء میں ایک بڑی خوبصورت مسجد بنوائی۔ وہ بھی پتھر کی مسجد کہلاتی ہے یہ مسجد بہت اونچی سطح پر ہے اور اس کی تعمیر چار باغ طرز پر ہے اور اس کے ہر چہار طرف باغ ہی باغ ہیں۔ اورنگ زیب کی حکومت کے آخری سال میں ایک خاتون تاجو جو شیخ بدری کی اہلیہ تھیں انہوں نے ۱۷۰۷ء میں سلطان گنج کی مسجد تعمیر کرائی۔

خواجہ کلاں گھاٹ کے پاس ایک اور مسجد ہے جس پر کتبہ نہیں ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ اسے کس نے تعمیر کرایا۔ برطانوی سیاح بکلر کے خیال میں یہ مسجد بھی اورنگ زیب کے عہد میں بنائی گئی۔

۱۷۰۷ء کے بعد پٹنہ کے گرد و پیش جو مسجدیں بنائی گئیں ان کی طرز تعمیر مختلف ہیں۔ تاریخ کے آئینہ میں یہ رہی مسجدوں کی کہانی۔

بزرگ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی حین حیات ہی میں لگ بھگ ۶۳۲ھ سے قبل جھسوں تشریف لائے انہوں نے پورنیہ اور اطراف پورنیہ میں سہروردیہ سلسلہ کو جاری فرمایا۔ انہوں نے یہاں شادی بھی کی اور دو صاحبزادے حضرت شیخ نظام الدین اور حضرت شیخ صدر الدین اور ایک صاحبزادی بھی پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اشاعتِ اسلام کے لئے جو تیاگ اور قربانی کی وہ عدیم المثال ہے۔ عرب چھوڑا پورنیہ آئے۔ اور غیر جنسوں میں رہکر جو ان کی زبان کو سمجھتے نہ تھے یہاں کی مقامی زبان سیکھی اور اسلام کی تبلیغ کی۔ انکے اخلاق حسنہ اور کشف و کرامات کی بناء پر غیر مسلم جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

مونس القلوب میں ہے[1] کہ آپ نے اس زمانہ کی رسم ستی کو موقوف کرنے کے لئے بھی جد و جہد فرمائی ان کے ایک خلیفہ اور مرید ابو مسلم ایک ہندو عورت کے بطن سے تھے جس نے ستی کی رسم سے بغاوت کرکے خود بخود اسلام قبول کر لی تھی۔ حضرت تقی الدینؒ نے اس بچہ کو پڑھایا لکھایا وہ انکو اپنے لڑکوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اور ان کی اہلیت کی بناء پر اپنے لڑکوں کو خلیفہ نہ بنا کر انکو خلیفہ بنایا اور اشاعتِ دین کا کام سپرد فرمایا۔ حضرت ابو مسلمؒ کے بعد ان کے خلیفہ امیر ظہیر الدین ہوئے۔ جنہوں نے تبلیغ اسلام کے لئے جد و جہد فرمائی۔

حضرت شیخ تقی الدین سہروردیؒ کے بہتیرے خلفاء ہوئے مگر ان کے اجل خلفاء میں حضرت شیخ سلیمان سہروردیؒ کا نام آتا ہے۔ بہت مالدار تھے۔ بیعت ہونے کے بعد جان و مال سب کو پیر شیخ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور تربیت حاصل کرنے کے بعد خود کو اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا۔ مخلوقِ خدا جوق در جوق آنے لگی جن میں مسلم بھی ہوتے اور غیر مسلم بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوتے اور اسلام بھی لاتے آپکا وصال ۷۵۲ھ میں ہوا۔

آپ کے بعد جھسوں کی خانقاہ آپکے خلیفہ حضرت مخدوم حسین نوبہار ڈھکر پوشؒ کے دم سے آباد رہی۔ انکی رحلت ۸۰۳ھ میں ہوئی۔ اضلاع پٹنہ میں شیخ ضیاء الدین صوفی سہروردیؒ چندھوسی، شیخ ناصر اور شیخ فخر الدین سہروردیؒ تھے۔ یہ انہیں کے مشن کو اطراف پٹنہ میں

---

[1] مونس القلوب مجلس پنجاہ و ششم ص ۱۱۸ یعنی ملفوظات حضرت مخدوم احمد لنگر دریا بلخی متوفی ۸۹۱ھ

اس کے علاوہ مدرسہ شمس الہدیٰ کی مسجد پٹنہ کالج کے سامنے پیر بہوڑ کی مسجد چوہٹہ کی مسجد مرادپور کی مسجد اصلان کی مسجد مقامی اہل خیر حضرات نے بنوائی ہے۔ سب سے نئی اسٹیشن کی مسجد ہے جس کے ساتھ سر فخر الدین مرحوم سابق وزیر تعلیم بہار کا نام وابستہ ہے۔ چھوٹی چھوٹی مسجدیں تو بے شمار ہیں۔ (بہ شکریہ کنٹیا ریڈیو)

کتبہ مورخہ ۹۵۶ھ پھلواری شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) کنت فی تقویم تاریخ البناء

(۲) اذ مناد ہاتف قال الغیب

(۳) ارفع حجب القلب من قبل الالٰہ

(۴) واعبد اللہ واسجد واقترب

(۵) سنہ ۹۵۶ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

مسجد کی بنا کی تاریخ کی تقویم کی فکر میں میں تھا
اچانک ایک منادی نے غیب سے آواز دی کہا کہ شمار کرو
قلب کے پردہ کو الہ کی جانب لگاؤ اور یہ
آیت پڑھی واعبد اللہ واسجد واقترب اللہ کی
عبادت کرو اور سجدہ کرو اور قربت حاصل کرو

یہ مسجد شاہی مسجد سنگ سرخ کے نام سے مشہور ہے جو ضلع پٹنہ کے ایک مشہور قصبہ پھلواری شریف میں بحمداللہ اب تک آباد اور موجود ہے۔ مسجد کے اندر داخل ہونے کے لئے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جن پر چڑھ کر جانا پڑتا ہے۔ مسجد زمین سے کافی اونچائی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کی در و دیوار کو دیکھ کر مقتدیوں پر خاصہ رعب پڑتا ہے۔ مسجد کے محراب کے اوپر کی طرف دیوار میں یعنی اندرونی حصہ میں ایک سیاہ پتھر پر کتبہ کندہ کیا ہوا چسپاں ہے جس کے الفاظ عربی زبان میں ہیں جو آسانی سے سمجھے اور پڑھے جا سکتے ہیں۔ کتبہ کے نیچے مسجد کی تاریخ تعمیر لکھی ہوئی ہے۔ کتبہ کو پڑھنے سے ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ کا علم ہوتا ہے۔ مسجد میں کل ملا کر سات محراب ہیں اور ۱۶ سنگ سرخ کے پائے ہیں۔ دو محرابوں پر یا فتاح لکھا ہوا ہے، دو پر حسبی اللہ ہے اور تین محرابوں پر اللہ کافی ہے۔ مسجد کی داہنے جانب دو محرابوں پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے

قال اللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ اولئک ان یکونوا من المھتدین۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، خدا کے مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں۔ یہی لوگ۔ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں۔

مسجد کے محرابوں پر آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے۔ مسجد کے اندرونی

حصہ کی لمبائی اور چوڑائی ۱۹ × ۹ م ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی
اور چوڑائی ۱۲ × ۲۵ ہے۔ مسجد کی اونچائی ۱۹ فٹ ہے۔ مسجد میں کھڑے
ہوئے آٹھ پایوں پر دونوں جانب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا ہوا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی چھت مسلم سنگ سرخ پتھر کی
ہی پاٹی ہوئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ والے سات محرابوں پر
جو حسین اور دلکش نقاشی کی گئی ہے۔ وہ مغل بادشاہوں کے آرٹ
سے ملتی جلتی ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ایک امرود کا باغ ہے
جس میں کئی سنگ سرخ پتھر گرے پڑے ہوئے ہیں۔ پوچھنے سے
معلوم ہوا کہ ۱۹۳۴ء کے زلزلہ میں مسجد کا اوپری حصہ شہید ہو گیا
تھا۔ مسجد ایک منزل ہے، پھر بھی بعد میں ضرورت کی بنا پر کافی
توسیع کی گئی ہے۔ اس مسجد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ
اس میں نہ تو منارہ بنے ہوئے ہیں اور نہ ہی گنبد ہے۔ مسجد میں
ایک بڑا کنواں ہے جو اسی زمانے کا معلوم ہوتا ہے۔ اسی سے مسجد کے
مقتدی وضو بناتے ہیں۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔

مسجد سے متعلق صحیح روایت یہ ہے کہ اس کے بانی حضرت عطاء اللہ
کو اپنے والد کی شہادت کا بے حد صدمہ ہوا۔ دل برداشتہ ہو کر نیز بہ
ضرورت کفالت عیال سہسرام چلے گئے اور شیر شاہ سے ان کے وزیر کی
وساطت سے جو آپ کے قرابت مند بھی تھے ملے اور کسی منصب جلیلہ پر
مامور کئے گئے۔ عرصہ تک امور سلطنت انجام دیتے رہے۔ ۹۵۲ ہجری
میں جب شیر شاہ نے بارود سے جل کر انتقال کیا اور سلیم شاہ متوفی بسر

شیر شاہ تخت نشین ہوا جب بھی آپ خدمت مفوضہ پر مامور رہے سلیم شاہ کی تخت نشینی کے چار سال کے بعد آخر عمر میں آپ نے چاہا کہ ترک خدمت کر کے بقیہ عمر یادِ خدا میں بسر کریں۔ اسی خیال سے سنگ سرخ کی ایک مسجد جس کا سامان آگرہ سے تیار کرا کے منگایا تھا ۹۵۶ھ میں پھلواری شریف میں تعمیر کرائی۔ مسجد کے احاطہ میں ہی حضرت قبلہ مولانا مرشدنا قادری شاہ محمد سلیمان چشتی پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار واقع ہے۔ (اعیان وطن)

کتبہ مورخہ ۲۵-۱۰۲۲ھ پٹنہ سیٹی

(۱) بدور شاہ جہانگیر مرزا معصوم

(۲) بساخت مسجد جامع بفیض یاد رفیق

(۳) چو سال او ز خرد خواستم ز ہاتف غیب

(۴) ندا رسید کہ بیت العتیق شد تحقیق

شاہ جہانگیر کے عہد میں مرزا معصوم نے

یہ مسجد فیض و برکت کے لئے بنوائی رہی

جب میں نے مسجد کا سال تعمیر چاہا تو ہاتف کی آواز آئی

کہ بیت العتیق کعبہ مکمل ہو گیا۔

یہ کتبہ مسجد کے درمیان والی دیوار پر کندہ ہے۔ کتبہ کے الفاظ فارسی زبان میں ہیں جن کو پڑھ کر ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۲-۲ × ۲-۳ ہے۔

جامع مسجد کے بانی مرزا معصوم تھے۔ مسجد زمین سے کچھ بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے والے دروازہ کے متعلق مورخین کا ایسا خیال ہے کہ یہ پتھر کہیں دوسری جگہ یا کسی مندر سے لاکر وہاں پر لگایا گیا ہوگا۔ کیونکہ دروازہ کے پایہ اور محراب پر جو نقاشیاں کی گئی ہیں وہ ہندو آرٹ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہیں۔ دروازہ کا پتھر کافی قدیم معلوم ہوتا ہے جس پر ایک خاص قسم کی چمک آج بھی دیکھائی دیتی ہے۔

مسجد کے اندرونی حصہ میں مرکزی محراب کے اوپر ایک سیاہ کتبہ نصب ہے جس میں سورہ جمعہ کی چند آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔

یاایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ

سنہ ۱۰۲۵ھ

ترجمہ:۔ مومنو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت ترک کردو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے پھر نماز ہوچکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو۔

اس مسجد میں تین گنبد اور چار کھمبے ہیں۔ ان پر جو دو منارے ہیں وہ مغل ڈیزائن کے ہیں اور دو پٹھان نما نقش بنائے گئے ہیں۔ صحن مسجد کے فرش کا طول و عرض ۷۱×۵۲ ہے جبکہ مسجد کے اندرونی

ہال کا رقبہ ۱۶×۴۵ ہے۔ مسجد کی دیواریں کافی مستحکم ہیں پھر بھی قدرتی زلزلہ سے مسجد کو نقصان پہونچا ہے۔ اس مسجد میں محلہ پچھم دروازہ گدڑی کے چند دیندار اہل تشیع حضرات آذان دے کر خود نماز پڑھ لیا کرتے ہیں۔ یہ مسجد مرزا معصوم کی مسجد کے نام سے ہی مشہور و معروف ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۳۶ھ پشتہ بیٹی

اللہ

اکبر

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ

درعہد نورچشم جہانگیر بادشاہ	پرویز شاہ عادل وبا دل بعقل ورائے
کیخسرو زمانہ وجمشید سلطنت	برتخت مملکت چو سکندر جہاں کشائے
کرد ایں بنای خاص نظر خویشگی دہت	در پیروی شرع محمد چو کوہ پائے
مینارہ ساخت قلعہ مجھولی وبتکدہ	وزسنگ وچوب بتکدہ شد ایں نکو بنائے
کردم سوال سال بنایش زپیر عقل	گفتا بگو خدای خیر المقام جائے۔

۱۰۳۶ھ

اللہ بہت بڑا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں جس سے آنکھوں کی روشنی قائم ہے۔ پرویز شاہ عادل جو اپنی عقل و رائے سے بہتر کام کرتے ہیں۔ زمانہ کے خسرو اور سلطنت کے جمشید ہیں۔ حکومت کے تخت پر سکندر کی طرح دنیا فتح کرنے

والے ہیں۔ انہوں نے اس کی خاص بناء پر خصوصی نظر ڈالی۔ کیونکہ وہ شریعت محمدیہ کی پیروی میں پہاڑ کی طرح مستقل ہیں۔ مجھولی قلعہ اور بت خانہ کو توڑ دیا۔ اور بت خانہ کی لکڑی و پتھر سے اس کی بنیاد قائم کی۔ میں نے پیر عقل سے اس کی بنیاد کا سال دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ جلی کر دیجئے خیر المقام جلائے ہے یہ۔

یہ کتبہ پتھر کے مسجد میں سائبان کی جانب نصب کیا ہوا ہے کتبہ کے الفاظ عربی اور فارسی زبان میں لکھے ہوئے ہیں جن کو پڑھ کر بانی مسجد اور سن تعمیر مسجد کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ کتبہ کا طول وعرض ۲ × ۲ ہے۔ یہ مسجد سطح زمین سے کافی اونچائی پر واقع ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی اور چوڑائی ۱۱ × ۲۲ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا طول وعرض ۱۵ × ۳۱ ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جو غیر آباد ہے مسجد کے اندرونی حصہ کے محراب کے دونوں جانب اللہ کافی لکھا ہوا ہے۔ یہ مسجد اہل تشیع کی ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۵۶ھ پٹنہ سیٹی

ساختہ بیگ محمد نیک رائے
مسجد در شہر پٹنہ خوش نمائے
گفت معمار خرد تاریخ آن
مسجد زیبا و روشن شد بنائے

۱۰۵۶ھ

یہ کتبہ صحن مسجد کے مرکزی محراب کے اوپر چسپاں ہے۔ کتبہ کے الفاظ نہایت سہل اور معنی خیز ہیں جن کو پڑھ کر بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت ہوتی ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی "۱۰×۱" ہے۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے۔ جو سڑک کے کنارے محلہ ست گھروا میں واقع ہے مسجد میں داخل ہونے کے لئے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۲×۱ام فٹ ہے جہاں مرکزی محراب کے اوپر کلمہ طیبہ اور دائیں، بائیں جانب اللہ محمد لکھا ہوا ہے، وہیں زمین پر رنگ برنگ کی مینا کاری اور پھول پتیاں کھودی ہوئی نظر آتی ہیں جو نہایت ہی حسین و دلکش ہیں۔ مسجد کے صحن کا طول و عرض ۱۲×۴۲ گز ہے۔ صحن کی چھت ٹین کی ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور چھ منارے ہیں۔ مسجد کی دیوار کافی موٹی اور مستحکم ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا تھا لیکن محلہ والوں نے برابر اس کی مرمت کا خیال تہہ دل سے کیا۔ مسجد کے اوپر دیوار میں ایک دوسرا کتبہ نصب کیا ہوا ہے۔ جس کا طول و عرض "3-'1 × '½ ۲ ہے۔ کتبہ کو پڑھنے سے بانیٔ مسجد اور تعمیر مسجد کا علم ہوتا ہے۔ مورخین کا ایسا خیال ہے کہ یہ کتبہ سب سے قدیم ہے اور یہ مسجد پٹنہ شہر کی قدیم مسجدوں میں سے ایک ہے۔ اسے بنگال کے بادشاہ علاءالدین حسین شاہ اور خان معظم نذیر خاں نے تعمیر کرایا تھا۔ ۱۱۲۷ھ میں اس کی مرمت محمد بیگ نے کرائی جو بیگو حجام کے نام سے مشہور ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنیٰ للہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً مثلہ

فی الجنۃ بنی ھٰذہٖ المسجد الجامع السلطان المعظم الملک علاء الدین والدنیا ابوالمظفر شاہ حسین السلطان سید اشرف الحسینی خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ سنۃ سنہ عشر وتسعمائۃ۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا ایک گھر جنت میں بنائے گا اس مسجد جامع کو سلطان المعظم علاء الدین حسین شاہ نے بنایا۔ دین اور دنیا کو بلند کیا ابومظفر شاہ حسین سلطان سید اشرف الحسینی نے اللہ تعالیٰ ان کی مملکت اور حکومت کو قائم رکھے سن ۹۱۶ھ میں۔

یہ کتبہ مسجد بیگو حجام کے اوپر دیوار میں چسپاں ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۷۰ھ پٹنہ

وَاَنَّ المَسَاجِدَ لِلّٰہِ

فَلَا تَدعُوا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا

بانئ بنا المسجد العلا دربان نواب عبداللہ خان کتبہ محمد مقیم ولد میر سید عبدالرسول ۱۰۷۰ھ

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں

تو کسی غیر کو خدا کے ساتھ مت پکار

اس عالی مسجد کو بنانے والے دربان عبداللہ خاں تھے اس کا کتبہ محمد مقیم پسر سید عبدالرسول نے لکھا تھا۔ ۱۰۷۰ ہجری میں۔

یہ کتبہ، مسجد شاہ ارزاں کی درگاہ میں سائبان کی جانب مرکزی

محراب کے اوپر سیاہ پتھر پر نصب کیا ہوا ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ۱'×۲"-۶' ہے۔ کتبہ سے بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ صحن مسجد کے فرش کا طول و عرض ۱۵' × ۴۰'-۶" ہے۔ مسجد کو دیکھنے سے دل پر گہرا رعب پڑتا ہے۔ مسجد کے احاطہ میں کئی پختہ مزارات موجود ہیں۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے جو شاہ ارزاں کے نام سے موسوم ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۷۸ھ پٹنہ سیٹی

اللہ محمد

اراست مسجد از پی خشنودی خدا   از راہ اعتقاد شہنشاہ کامراں

بانی بیت

خدا

سلطان اورنگ زیب

عالمگیر

تاریخ او خرد ہزاراں نیاز گفت   برپا نمود کعبہ حاجات در جہاں

باہتمام

جلیل القدر

اللہ محمد

خدا کی خوشنودی کے لئے مسجد کی تعمیر کی   کامیاب بادشاہ نے ازراہ اعتقاد کے مطابق

گھر بنانے والا

خدا کا

سلطان اورنگ زیب

دنیا کا فاتح

اس کی تاریخ کے عقل نے ہزار آرزو سے کہا۔ دنیا میں کعبہ" حاجات" قائم کیا

اہتمام سے

جلیل القدر کی ہمت وسعی سے

۱۰۷۸ھ

یہ کتبہ، روضہ مسجد میں صحن کے دیوار میں لگا ہوا ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ۲ - ۱۱" × ۱ - ۱" ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کا پتہ چلتا ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور چھ منارے ہیں مسجد کی دیوار مستحکم اور مضبوط ہے۔ مسجد کے احاطہ میں پختہ مزار بھی واقع ہے جو کسی فقیر بزرگ کی بتائی جاتی ہے۔ مسجد کے صحن کا رقبہ ۴۰' × ۵۰' ہے۔ مسجد میں صرف جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے کیونکہ یہ محلہ (مہاراج گھاٹ) غیر مسلموں سے آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۰۰ھ پٹنہ سیٹی

درزماں بادشاہ دین پناہ — شاہ عالمگیر غازی ذوالکرم

خواجہ عنبر ناظر شائستہ خاں — مسجدی نو ساخت چوں بیت الحرم

ظہر الحق سال تاریخ بنایش — معدن فیض الٰہی زد رقم

بادشاہ شاہ عالمگیر غازی خلد الکرم کے عہد میں
شائستہ خاں کے ایک ناظر خواجہ عنبر نے بیت الحرم کی طرح ایک مسجد بنائی
مظہر الحق نے اس کی تاریخ بنا اللہ تعالیٰ کے فیض کا معدن لکھا

۱۰۸۰ھ

یہ کتبہ مسجد کے صحن میں محراب کے اوپر نصب کیا ہوا ہے۔ کتبہ سفید سنگ مرمر کے پتھر کا ہے۔ اس کا رقبہ "۶-'۱×"۵-'۲ ہے۔ کتبہ کے الفاظ فارسی زبان میں ہیں جو سہل اور صریح ہیں۔ کتبہ سے ہمیں سن تعمیر اور بانی مسجد کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔ اس مسجد کے بانی خواجہ عنبر مرحوم ہیں۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر واقع ہے۔ آج بھی یہ مسجد پٹنہ سیٹی ڈاکخانہ کے ٹھیک بالمقابل آباد ہے۔ مسجد نہایت ہی عالی شان اور مستحکم ہے جس کو دیکھ کر ایک گہرا رعب دل پر پڑتا ہے
مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک دوسرا کتبہ چسپاں ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً

اللہ محمد ابوبکر عمر عثمان علی

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔
اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں تو کسی غیر کو خدا کے ساتھ مت پکار

اللہ محمد ابوبکر عمر عثمان علی

مسجد کے اندرونی حصہ کا مرکزی محراب دیکھنے کے قابل ہے۔
جس پر نہایت ہی عمدہ حسین نقاشی، پھول پتیاں بیل بوٹے کھدے

ہوئے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کے فرش کا رقبہ ۳م ۱ × ۶" - - ۶ م ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی اور چوڑائی ۱۶ × ۶ م ہے۔ مسجد میں تین گنبد ہیں اور منارہ نہیں ہے۔ مسجد میں وضو کرنے کے لئے حوض بنا ہوا ہے جس کا رواج ہمیں پٹنہ کے کسی دوسرے مسجدوں میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔

مسجد سے متعلق ایسی روایت کہی جاتی ہے کہ خواجہ عنبر جو شائستہ خاں کے ناظر تھے ان کا زمانہ بادشاہ اورنگ زیب کا تھا۔ خواجہ عنبر مرحوم کے کچھ دوسرے کتبوں میں ایسا ذکر آیا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں ڈھاکہ میں منصب جلیلہ پر بحال کئے گئے تھے۔ اس دور میں بھی آپ نے وہاں مسجد بنوائی تھی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جب تبادلہ صوبہ بہار (پٹنہ) میں ہوا تو یہاں آکر بھی آپ نے ایک مسجد بنوائی اور یہیں وصال فرمایا۔ مسجد کے احاطہ میں ہی حضرت کی مزار واقع ہے۔ مسجد خواجہ عنبر کے نام سے مشہور ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۰۰ھ پٹنہ سیٹی

خاں ذوالحشمت بزرگ امید خاں　　آنکہ بر خلق جہاں کرمش عمیم
چوں زہاتف خواست تاریخش نجف　　زود گفتا باد بیت المستقیم

۱۱۰۰ھ

صاحب حشمت وجلال بزرگ امید خاں جن کی بخشش اور مہربانی عوام پر بہت تھی جب نجف نے اس کی تاریخ ہاتف سے چاہی تو فوراً کہا "باد بیت المستقیم"

یہ کتبہ صحنِ مسجد کے دیوار میں نصب کیا ہوا ہے۔ کتبہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس مسجد کو بزرگ امید خاں نے بنوایا تھا۔ کتبہ کو پڑھنے سے مسجد کی صحیح تعمیر اور بانیٔ مسجد کا علم ہوتا ہے۔ اس مسجد سے ملحق ایک قبرستان اور باغ ہے جہاں بزرگ امید خاں کا مزار واقع ہے۔ بزرگ امید خاں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ نواب شائستہ خاں کے تیسرے صاحبزادہ ہوتے تھے اور اورنگ زیب کے چچا تھے۔ وہ اپنے دور کے شریف النفس انسان گذرے ہیں۔ مسجد غیر آباد ہے۔

بزرگ امید خاں چاٹگام کے پہلے مغل گورنر مقرر ہوئے۔ انہوں نے چاٹگام میں ۱۰۷۸ھ میں ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی۔ اس مسجد پر قطعات تاریخ کے دو فارسی کتبے لگے ہوئے ہیں جن میں ایک قطعہ تاریخ یہ ہے۔

خداوند سلاطین قدر دیندار — رواجِ دینِ پاکِ مصطفیٰ کرد
خرد گفتہ بگو تاریخ تعمیر — بعالم کعبۂ ثانی بنا کرد

۱۰۷۸ھ

بادشاہوں جیسی منزلت رکھنے والے ایک دیندار امیر نے رسول اکرم ﷺ کے دین پاک کی ترویج کی۔

عقل نے کہا تعمیر کی تاریخ بتاؤ — بعالم کعبہ ثانی بنا کرد تاریخ ہوئی

آئینۂ اویسی ص ٦٥

کتبہ مورخہ ۱۱۵۰ھ مٹنہ سیٹی

از فضل الٰہ عبدالرحمن سجاد باصدق وصفا نمود مسجد بنیاد
با قربدعا بگفت تاریخ این خانۂ دین ہمیشہ آباد

۱۱۵۰ھ

خدا تعالیٰ کے فضل سے عبدالرحمٰن سجاد صدق وصفا کے پیکر نے مسجد کی بنیاد رکھی باقرنے دعا کے ساتھ اس کی تاریخ یوں کہی کہ یہ دین کا گھر ہمیشہ آباد رہے۔

یہ کتبہ مسجد میں صحن کے دیوار میں نصب کیا ہوا ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی "۲-'۱ × "۱۰-'۱ ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کا پتہ چلتا ہے۔ یہ مسجد پٹنہ سیٹی کے مال سلامی پولس اسٹیشن روڈ پر بائیں جانب موجود ہے جو ان دنوں منہدم اور کھنڈر ہونے کے سبب غیر آباد ہو گئی ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے صحن کا رقبہ '۱۵ × '۲۸ ہے جبکہ اندرونی حصہ کا رقبہ '۱۲ × '۲۵ ہے۔ مسجد میں ایک قدیم کنواں بھی موجود ہے۔ مسجد آمنے سامنے کی مسجد سے موسوم ہے کیونکہ ٹھیک اس کے بالمقابل ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۵۰ھ شیر پور پٹنہ

یا اللہ

یا اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا محمدؐ چوں این مسجد زعظمت خاں بنا یافت کہ باشد سجدہ گاہ اہل اسلام یا محمدؐ
سال تاریخ این فرخندہ مسجد معظم مسجد آمد سال انجام

یا اللہ　　　　　　　　یا اللہ

۱۱۵۷ھ

یا اللہ　　　　　　　　یا اللہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

(۱) یا محمدؐ عظمت خاں نے جب اسلام پر چلنے والوں کو رکوع و سجود کے خاطر اس مسجد کی تعمیر کروائی۔

(۲) عالی شان مسجد کی تعمیر کرانے کے سال کی تاریخ معظم مسجد لکھی گئی (یا محمدؐ)

یا اللہ　　　　　　　　یا اللہ

یہ کتبہ شیر پور کی ایک چھوٹی سی مسجد کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نظر آتا ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۱' x ۹" - ۱' ہے۔ کتبہ سے بانیٔ مسجد اور مسجد کی تعمیر کا اندازہ ملتا ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ صحن کے فرش کا رقبہ ۱۴' x ۲۵' ہے۔ مسجد کی اونچائی ۱۵ فٹ ہے۔ مسجد کے تینوں دروں پر اللہ لکھا ہوا ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ایک باغ ہے جہاں ایک پختہ مزار موجود ہے جو عظمت خاں مرحوم کی بتائی جاتی ہے۔ مسجد کو قدرتی زلزلے سے بھی نقصان پہونچا تھا مگر اس کی مرمت کا خیال ہمیشہ تہہ دل سے رکھا گیا۔

کتبہ مورخہ ۴، ۱۱ھ پشنہ سیٹی

ھو اللّٰہ اکبر جل جلالہ و عم نوالہ و عظم شانہ و اعلیٰ برھانہ

اللّٰھم اغفر المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات یا مجیب الدعوات

درجنت کشادہ رضوان گفت   میر افضل بیا کہ منتظرم

۱۱۰۴ھ

وہ اللّٰہ بہت بڑا ہے اس کی بزرگی بڑی ہے اور اس کی بخشش عام ہے اور اس کی شان بڑی ہے اور اس کے دلیل بہت بلند اور برتر ہیں۔ اے اللّٰہ مومن مرد اور مومن عورتیں اور مسلم مرد اور مسلم عورتوں کی مغفرت فرما۔ اے دعاؤں کو قبول کرنے والے۔

جنت کا دروازہ کھول کر کے رضوان نے کہا کہ میر افضل آؤ کہ میں تمہارا منتظر ہوں۔

۱۱۰۴ھ

یہ کتبہ میر اشرف مسجد کے صحن کے سائبان کی دیوار میں لگا ہوا ہے کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی "۱۱ × "۱۱ - '۱ ہے۔ کتبہ کے بند عربی و فارسی زبان میں لکھے ہوئے ہیں جن کو پڑھ کر سمجھا جا سکتا ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلے سے کافی نقصان پہونچا تھا۔

کورپس آف عربک اینڈ پرشین انسکرپشن آف بہار ص ۲۳۲

کتبہ مورخہ ۱۱۸۱ھ پشنہ سیٹی

چوں بعہد حجستہ حامی دین | شاہ عالم بہادر باداد
مسجدی ہمچو کعبہ اشرف | معدن فیض خوش شد بنیاد
یا الٰہی بیا نشی رحمت | کن کہ باعث شد بخیر معاد
بانگ تاریخ گفت ہاتف غیب | تا جہاں اشرف المساجد باد

۱۱۸۱ھ

جب حامی دین شاہ عالم بہادر اور انصاف ور کے مبارک زمانے میں وہ مسجد کعبہ اشرف کی طرح فیض کا معدن ہے۔
اے اللہ اس کے بانی پر رحمت کر کیونکہ آخرت کی بھلائی کا سبب ہوا۔ غیب کے فرشتے نے آواز دے کر اس کی تاریخ کہی کہ "تا جہاں اشرف المساجد باد"

۱۱۸۱ھ

یہ کتبہ سیاہ پتھر پر کندہ کیا گیا شاہی مسجد میں سائبان کے محراب پر چسپاں ہے۔ کتبہ سے بانی مسجد اور تعمیر مسجد کی صحیح واقفیت ہوتی ہے مسجد میں تین گنبد اور منارے ہیں۔ مسجد کی دیواریں مضبوط اور مستحکم بنی ہوئی ہیں۔ مسجد کے تینوں دروں میں لوہے کا گیٹ لگا ہوا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کے مرکزی محراب پر ایک دوسرا کتبہ نصب کیا ہوا ہے جس میں چاروں خلیفہ ابوبکر، عثمان، عمر اور حیدر کا نام کندہ ہے ساتھ ہی کلمہ طیبہ اور فضل اللہ کر لکھا ہے۔ مسجد کے سامنے ایک عالیشان پختہ حوض بنا ہوا ہے۔ مسجد حکومت ہند کے آرکیولوجی ڈپارٹمنٹ کی نگرانی میں ہے۔ یہ مسجد اشرف کی مسجد سے مشہور ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۹۰ھ داناپور پٹنہ

تعمیر مسجد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سنہ ۱۱۹۰ھ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

تعمیر مسجد شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔
سنہ ۱۱۹۰ھ

اونچے درجے کو پہونچے اپنے کمال سے تاریکیاں روشن ہوگیں آپکے جمال سے
آپکی ساری خصلتیں اچھی اور نیک تھیں درود بھیجو آپ پر اور آپکے آل پر

یہ کتبہ صحن مسجد کے مرکزی محراب کے اوپر جانب نصب ہے۔ کتبہ کا طول وعرض ۱۰" × ۲-۱ ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں۔ گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۴ × ۲۲ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۱۵ × ۲۱ ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی سن تعمیر کا صحیح علم ہوتا ہے۔ کتبہ میں تاجدار مدینہ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حسین پیرایے میں درود وسلام بھیجا گیا ہے۔ مسجد آباد ہے۔

بانیٔ مسجد سے متعلق ایسی روایت کہی جاتی ہے کہ وہ عورت کوئلہ کا کاروبار کیا کرتی تھی جو بے حد غریب اور دین دار تھی، اسی نے مسجد کی تعمیر کرائی۔ یہ مسجد بڑی مسجد آنند بازار کے نام سے مشہور ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۹۱ھ پٹنہ سیٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

زمان سلطنت بادشاہ عالم شاہ

کہ گمرہاں جہاں را نمودہ را یقین

ہزار و صد و نود و یک ز سال ہجرت بود

کہ کرد رائے جہاں این بنائی خانہ دین

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں

ابو بکر اور عمر عثمان اور حیدر

بادشاہ عالم شاہ کے عہد سلطنت میں

جس نے دنیا کے گمراہوں کو یقین کا راستہ دکھایا

یہ تھا ہزار اور ایک سو اکیانوے سال، ہجرت کا

جب رائے جہاں نے اس خانہ خدا کی بنیاد ڈالی

۱۱۹۱ھ

یہ کتبہ جامع مسجد میں صحن کے دیوار پر نصب کیا ہوا ہے۔ کتبہ کا رقبہ ۲ × ۱ - ۱ ہے۔ کتبہ میں کل ملا کر سات بند ہیں۔ کتبہ کے الفاظ سہل اور معنی خیز ہیں جن کو پڑھ کر ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ مسجد سڑک کے کنارے ہے جو زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد

ایک منزل ہے، جس میں آٹھ منارے ہیں۔ گنبد نہیں ہے مسجد کا احاطہ وسیع ہے جہاں مقتدی نماز ادا کرتے ہیں۔ مسجد آباد ہے جو گورہٹا کی جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد میں کئی کٹھہ بنے ہوئے ہیں جن کی آمدنی سے مسجد کا خرچ پیدا ہوتا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۹۲ھ پٹنہ سیٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

در زمان شاہ عالم بادشاہ دین پناہ ساخت مسجد خان حقدان پیرو شرع رسول

گفت ہاتف مصرع تاریخ تعمیرش زغیب مسجد احمد علیخاں کعبہ اہل قبول

یارب ایں مسجد بحق سید خیر الانام

تا ابد باد عبادتگاہ ہر خاص و عام

۱۱۹۲ھ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ بادشاہ عالم کے دور میں جو کہ دین کے محافظ تھے۔ شریعت محمدی کے پیرو حق کے سمجھنے والے خان نے مسجد بنائی۔ اس کی تعمیر کی تاریخ کا مصرع ہاتف نے کہا کہ علی خاں کی مسجد شریعت کے کعبہ کے مانند ہے۔ اے خدا رسول کے طفیل میں اس مسجد کو ہر خاص و عام کی عبادت کرنے کے لئے قائم رکھو۔ یہ مسجد پٹنہ سیٹی محلہ حمام میں کسی زمانہ میں آباد تھی اب مسجد کا کوئی بھی حصہ باقی نہیں رہا ہے۔ سوائے پچھم کے

بھی دیوار کے جہاں یہ کتبہ چسپاں کیا ہوا اب تک باقی ہے۔ کتبہ سیاہ پتھر کا ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی ۱'×۹"-۱' ہے۔ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسجد کے بانی احمد علی خاں تھے اور جنہوں نے مسجد کی تعمیر ۱۱۹۲ ہجری میں کرائی تھی۔

کورپس آف عربک اینڈ پرشین انسکرپشن آف بہار ص ۳۵۲

کتبہ مورخہ ۱۱۹۶ھ پٹنہ سیٹی

از کرم کریم گوید حیرت

بر رمضان روز جمعہ چوں گلاب — بنا کرد محراب رب الخلیق

چنیں نسیم غیب تاریخ گفت — بود مسجد ہمچو بیت العتیق

۱۱۹۶ھ

کرم کرنے والے کے کرم سے حیرت نے کہا

جمعہ کے دن رمضان کے مہینہ میں جب — گلاب نے تعمیر کیا اس محراب کو

تو نسیم نے غیب کی مدد سے تاریخ کہی — کہ بیت العتیق کی طرح مسجد تیار ہو گئی

۱۱۹۶ھ

یہ کتبہ صحن مسجد کے درمیان والے محراب پر لگا ہوا ہے۔ کتبہ کا رقبہ ۸"×۱' ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی تاریخ کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ یہ مسجد ٹونکا والی کی مسجد سے مشہور ہے جو دیکھنے میں کافی چھوٹی اور نیچی لگتی ہے مسجد میں تین گنبد ہیں۔ منارہ نہیں ہے۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض ۸'×۲۳' ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش

کا رقبہ ۱۰' x ۲۳' ہے۔ مسجد کے صحن کی چھت کھپڑہ پوش ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۰۰ھ پشنہ سیبی

ھوالاحد

در سنہ یکہزار و دو صد ہجری

امین الدولہ عزیز الملک

علی ابراہیم خاں بہادر

نصیر جنگ تعمیر مسجد نمود

سنہ ۱۲۰۰ھ

وہ ایک ہے

ایک ہزار اور دو سو سال ہجری میں

امین الدولہ عزیز الملک

علی ابراہیم خاں بہادر

نصیر جنگ نے مسجد کی تعمیر کرائی

یہ کتبہ مسجد ڈولی گھاٹ پشنہ سیبی کے صحن میں چسپاں ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ۵'-۱'x۱' ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ مسجد چھوٹی ہے جو اب غیر آباد کھنڈر اور شکستہ حال ہے۔ اس وقت مسجد کے اندرونی حصہ کا پچھمی دیوار اور صحن کا کچھ حصہ باقی بچ رہا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۰۰ھ پیشنہ

ندای یک ز اللہ اکبر　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　مراح مسجد و محراب و ممبر

محمد برحق ہمسر　　ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَآتَی الزَّکٰوۃَ۔ ولم یخش الا اللہ ٥ من بنی للہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً مثلہ فی الجنۃ ٥ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی خلیفۂ رسول رضوان اللہ علیہم۔

ابوبکر و عمر و عثمان علی | بعد پیمبر خلیفہ چار شد

شیخ فتح علی زیر ندا | کرد مسجد بنا عمر ندا

۱۲۰۰ھ

سال تاریخ او چو جستم | بیت باالخیر شد زغیب ندا

بو حنیفہ شافعی حنبلی | احمد مالک امام چار شد

.... شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

.... مراح مسجد و محراب و ممبر، ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ جس نے اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا ایک گھر جنت میں بنائے گا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، ابوبکر اور عثمان اور علی اور حیدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدہ ہیں۔

یہ کتبہ گلزار باغ جامع مسجد کے سائبان میں نصب ہے۔ کتبہ سے بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ کتبہ کی لمبائی ۲ فٹ ۵ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۲ انچ ہے۔ مسجد محمد اللہ آباد سے مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ آٹھ منارے ہیں۔ مسجد نقش و نگار

اور حسن و خوبصورتی کے لحاظ سے قابل دید عمارت ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۰۲ھ پٹنہ سیٹی

بہ بیگم صاحبہ فرخندہ باد	بنای مسجد پاکیزہ بنیاد
بسعی و کوشش حاجی سعادت	مرتب گشت اجرش بیشتر باد
تمام از دولت فیروز جنگ است	کہ اورا این دولت خدا داد
رسیدہ از حضور اقدس او	برای سال تعمیرش چو ارشاد
نمودہ سجدہ شکرانہ ساکن	بگفتا این عبادت خانہ آباد

۱۲۰۲ھ

بیگم صاحبہ اچھی خصلت والی کے زمانہ میں پاکیزہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ حاجی سعادت کی کوشش اور سعی سے پوری ہو گئی اور اس کا اجر زیادہ ہو یہ تمام فیروز جنگ کی دولت کی وجہ سے ہے کہ اس کی یہ دولتیں خدا کا عطیہ ہے حضور اقدس کی جانب سے اسکو جب اس کے سال تعمیر کے لئے حکم پہونچا۔ تو ساکن (شاعر) نے سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد کہا "این عبادت خانہ آباد"

۱۲۰۲ھ

مسجد کا یہ کتبہ صحن کے مرکزی دیوار میں نصب کیا ہوا ہے۔ کتبہ کا رقبہ ۱×۱۲ ۳/۱ ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کی بناوٹ اور اس کا نقشہ بڑا ہی دلکش ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جس کی دیوار مضبوط اور مستحکم ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض

۱۸' × ۴۵' ہے لیکن صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۵۱' × ۴۵' ہے۔ یہ مسجد نواب مرشد آباد فخر الدولہ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔ مسجد کو ناگہانی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا تھا مگر دوبارہ تعمیر کی گئی۔ یہ مسجد محلہ مچھرہٹہ میں آباد ہے جو فخر الدولہ کی مسجد کے نام سے موسوم ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۱۲ھ پٹنہ سیٹی

ہو الکریم

بجنت چو بشتافت آں نیک تن　　بسال وفاتش شدم رای زن

زحوراں شنیدم بتنظیم او　　بیا و بیا باغباں عدن

جب وہ نیک شخص جنت کو روانہ ہوئے تو میں نے ان کے سال وفات کی بابت سوچا حوروں کی زبان سے میں نے اسطرح سنا "بیا و بیا باغباں عدن"

یہ کتبہ پٹنہ سیٹی کے ایک مشہور مغل مسجد کے احاطہ میں کندہ کیا ہوا مقبرے پر چسپاں ہے جو اسی جگہ پر مسجد کی موجودگی کے امکان کو تقویت پہونچاتا ہے، کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۶ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۰۸ھ پٹنہ سیٹی

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

در زباں سعید ایں مسجد　　کہ بنا شد ز فضل ربانی

ہاتف غیب سال تاریخش　　گفت بیت المقدس ثانی

فی ۱۲۰۸ الہجری

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں

نیک زبان پر اس مسجد کی تعمیر کا تذکرہ آیا تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کی بنیاد پڑی ہاتف غیب نے اس کی تاریخ کا سال کہا بیت المقدس ثانی

۱۲۰۵ھ میں بنا ہوئی

مسجد کا یہ کتبہ صحن مسجد کی دیوار میں نصب ہے، اس کی عبارت عربی و فارسی میں ہے جن کو پڑھ کر مسجد کی تاریخ اور بانی مسجد کی جانکاری ہوتی ہے۔ مسجد بجرا اللہ آباد ہے۔ یہ مسجد غلام یحییٰ کی مسجد سے مشہور ہے کتبہ کا طول و عرض ۱'×۲"-۱' ہے۔ مسجد کی دیوار مستحکم ہے۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۱۶ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کندہ مسجد مساۃ مہکن ۱۲۱۶ ہجری

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں

مساۃ بی بی مہکن مرحومہ نے اس مسجد میں کندہ کرایا

سنہ ۱۲۱۶ھ

یہ کتبہ مسجد حجرہ پٹنہ کے صحن کے مرکزی دیوار میں چسپاں ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۹"×۸"-۱' ہے۔ کتبہ کے پڑھنے سے ہمیں

بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا علم ہوتا ہے۔ کتبہ سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا ہے۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کا رقبہ ۱۱′×۳۳′ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۵″-۱۰′×۵′، ۵ ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور چھ منارے ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں ہی حماۃ بی بی جھکن کی مزار بھی موجود ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جو بحمد اللہ آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۱۷ھ پٹنہ سیٹی

بسُوْدِ سبحانہٗ

ضعیف العباد حاجی منظور علی خاں خواجہ سرائے نواب نصر الدولہ بخشی الملک سید ہدایت علی خاں بہادر راسد جنگ طباطبائے یکہزار دو صد دہفتاد ہجری تعمیر ایں مسجد نمودہ از جمیع المومنین امید دارد دعائے مغفرت است۔

۱۲۱۷ھ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے

بندوں میں سب سے کمزور حاجی منظور علی خاں خواجہ سرائے نواب نصر الدولہ بخشی الملک سید ہدایت علی خاں بہادر شیر جنگ طباطبائے نے ۱۲۱۷ھ میں اس مسجد کی تعمیر کرائی۔ تمام مومنین سے دعا مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔

یہ کتبہ مسجد قمرتی محلہ حاجی گنج کے صحن میں نصب ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۱۱″×۲۰″ ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ اور

بانیٔ مسجد کا پورا نام اور لقب ظاہر ہوتا ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر واقع ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ''۲-''×۴۴ ہے جبکہ صحن کا رقبہ ''۲-۱۱'×۳۳ ہے۔ مسجد میں تین گنبد ہیں۔ مسجد ایک منزل ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد کی بناوٹ سادہ اور مستحکم ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۲۳ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، تعمیر بتاریخ یازدہم شہر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۲۳ھ بوقت صبح مسماۃ بی بی نوزن رحلت فرمودند۔

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے خدا بہت بڑا ہے خدا بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بہت بڑا ہے اور سب ہی تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ مسجد تعمیر ہوئی مورخہ گیارہ بماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۲۳ھ میں، صبح کے وقت مسماہ بی بی نوزن کا انتقال ہوا۔

یہ کتبہ، مسجد قبقر بارہ کے اندرونی کمرہ میں مرکزی محراب کے اوپر سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے، کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ''۸×'۱-۴ ہے۔ کتبہ کے الفاظ سہل اور معنی خیز ہیں جن سے ہمیں مسجد کے سن تعمیر اور بانیٔ مسجد کا پتہ چلتا ہے۔ مسجد دو منزلہ ہے، مسجد

میں گنبد اور منارہ نہیں ہے۔ مسجد سڑک کے کنارے ہونے کی وجہ کر آباد ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۰´ x ۲۵´ ہے لیکن صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۱۵´ x ۲۷´ ہے۔ مسجد میں ایک پختہ مزار بھی موجود ہے۔ مسجد میں مدرسہ کا بھی انتظام ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۳۳ھ پٹنہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مسجد عالی بنا کردہ تمام — بی بی منون خانم فرزانہ
گفت دل تاریخ از ہجر رسول — پاک بنیاد عبادت خانہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں

بزرگ مسجد کی تعمیر کو پورا کیا — بی بی منون خانم فرزانہ دانا، خردمند خانم نے
دل نے ہجرت رسول کے مطابق تاریخ کہی — پاک بنایا ترے بندگی کا گھر

۱۲۳۳ھ

یہ کتبہ جامع مسجد مراد پور کے صحن میں مرکزی محراب پر نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ″۲-´۱ x ″۴-´۲ ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ اور بانی مسجد کا علم ہوتا ہے۔ مسجد دو منزلہ ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے، منارے آٹھ ہیں۔ مسجد کے صحن میں تین پختہ مزارات بھی موجود ہیں۔ مسجد سڑک کے کنارے ہے جو ماشاءاللہ آباد ہے اور مقتدیوں سے بھری رہتی ہے، مسجد کی ماہانہ آمدنی کافی اچھی ہے مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۳۳ھ پٹنہ سیٹی

سبحانہ،　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　جل شانہ،

چوں مراد النسا بحق آگاہ　　خوش بنا کرد مسجد دل خواہ
یافتم سال او ز ردی طلب　　فاذکروا فیہ دائماً للہ

سنہ ۱۲۳۳ھ

پس ازاں بعد چوں تعمیر نو یافت　　ز سعی بندگان خاص مولا
تاریخ بنایش گفت ہاتف　　بلی کرد اللہ اکبر دجائے اعلیٰ

پاک ہے وہ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
بڑی شان والا ہے۔

جب حق شناس مراد النساء نے　　ایک بہتر اور دل پسند مسجد کی بنیاد ڈالی
تو نیک خواہشات کے ساتھ اس کا سن میں نے معلوم کیا۔ بس اس مسجد میں ہمیشہ
اللہ کا ذکر کرو۔

سنہ ۱۲۳۳ھ

اس کے بعد جب اس کی تعمیر نو ہوئی　　اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں کی سعی و کوشش سے
تو اس کی سنہ تعمیر ہاتف غیبی نے یوں بتائی　　بیشک اللہ کا ذکر بلند و بالا ہے اور یہ مقام
اعلیٰ ہے۔

یہ کتبہ، چوراہے کی مسجد کے صحن میں نصب ہے۔ اس کتبہ سے ہمیں بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جس کو دیکھ کر دل پر ایک خاص رعب پڑتا ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے، مسجد کا نظم عمدہ ہے۔

کتبیہ مورخہ ۱۲۳۹ھ پھلواری شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد صد سال گشت چوں پختہ
مسجد خانقاہ یافت ترتیب
سال او گفت ہاتفے از حق
مسجد خانقاہ پیر مجیب

۱۲۳۹ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

ایک سو سال کے بعد جب
خانقاہ کی یہ مسجد پختہ بنائی گئی
تو ہاتف نے حق کی جانب سے آواز دی
یہ خانقاہ پیر مجیب کی مسجد ہے

۱۲۳۹ھ

مسجد مجیبی مستقل مسجد ہے جس کو بانی نے اپنی مملوکہ زمین میں ۱۱۳۸ھ میں تعمیر کرایا تھا جس پر مسجد کے تمام احکام نافذ ہیں۔ یہ وہ مسجد ہے جو بحمد اللہ اپنی اول بنیاد سے آج تک کبھی بھی کسی وقت کی جماعت و آذان سے محروم نہ ہوئی اور ہمیشہ نمازیوں اور ذاکرین و شاغلین سے آباد رہی اور اب تک اسی شان سے آباد ہے۔ خدا اس کو اپنی خصوصیات کے ساتھ تا قیامت باقی رکھے (آمین) الی اصل پھر سو برس کے بعد ۱۲۳۸ھ میں بعہد حضرت

شیخ العالمین قدس سرہٗ نے اس کے پختہ کرنے کی بنیاد رکھی اور ۱۲۳۹ھ میں پختہ مرتب ہو گئی۔ یہ مسجد بخیال استحکام لکڑیوں کے داسے مجوسے پر قائم کی گئی اور شہتیر اور کڑیوں سے پاٹی گئی، تیاری کے بعد سفید روغنی رنگ سے چھت کی کڑیاں اور دیوار کے داسے مجوسے رنگے گئے تھے جو حضرت نصر قدس سرہٗ کے عہد تک باقی تھے جب دیوار شور خوردہ ہو گئی تو ۱۲۸۶ھ میں حضرت نصر قدس سرہٗ نے گچکاری از سر نو شروع کی اور اس کے بعد لکڑیوں کو سبز اور سرخ رنگ سے رنگوا دیا جو ۱۳۳۱ھ تک اسی حال میں باقی رہا، مگر حضرت ضیاء المسلمین مولانا شاہ محمد بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں پھر تیسری مرتبہ اسی شور خوردگی کی وجہ سے گچکاری مرتب کرائی گئی اور لکڑیاں صرف سبز رنگ سے رنگوا کر اپنی سابقہ ہیئت پر باقی رکھی گئیں۔ حضرت شیخ العالمین کے عہد میں جبکہ پختہ تعمیر کی گئی تھی، اس کی تاریخ حضرت فرد قدس سرہٗ نے لکھی تھی۔

اس تاریخ کو حضرت نصر قدس سرہٗ نے اپنے عہد میں سنگ مرمر کے تختہ پر نواب منشی یوسف حسین خاں صاحب سے لکھوا کر اور کندہ کرا کر مسجد کے درمیان در میں نصب کرا دیا تھا جو بحمد اللہ اب تک موجود ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۲' × ۲' ہے۔ مسجد کے صحن کا رقبہ ۱۴' × ۵۷' ہے جبکہ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۳' × ۹۴' ہے۔ مسجد کی اونچائی زمین سے ۱۷ فٹ ہے۔ مسجد کے اوپر ایک کتب خانہ ہے جہاں ۱۸ ہزار کتابیں موجود ہیں۔ مسجد کا

انتظام نہایت ہی اعلیٰ ہے۔

مسجد سے ملحق ہی حضرت مولانا شاہ امان اللہ صاحب قادری سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ کا حجرہ ہے جہاں آپ ذکر و عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور ہدایت و ارشاد خلق کا کام بھی اسی حجرہ سے انجام دیتے ہیں۔ اور یہیں حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری مدظلہ العالی خانقاہ کی مسجد میں نماز کی امامت کے ساتھ ساتھ مدرسہ کے طلبہ کو درس و تدریس دیا کرتے ہیں۔

(داعیانِ وطن ص ۱۹۷)

کتبہ مورخہ ۱۲۴۲ھ پٹنہ سیٹی

بحسن طینت و صدق و صفا چو کرد بنا حسینی بیگم نمونۂ یک عبادتگاہ
ندا رسید ہاتف بگوش ہر مومن زدل نماز کن آنجا کہ بیت اللہ
سنہ ۱۲۴۲ ہجری النبوی صلعم

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
نیک نیتی اور سچائی طہارت کیساتھ بنائی۔ حسینی بیگم نے عبادتگاہ کا نمونہ
غیبی آواز پہونچی ہر مومن کے کان تک۔ حضور قلب سے نماز ادا کرکے یہ اللہ کا گھر ہے
سنہ ۱۲۴۲ ہجری اللہ ان کو سلامت رکھے

یہ کتبہ مسجد بٹاؤ کنواں کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۱۰"×۳'-۱ ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ کی واقفیت ہوتی ہے۔ کتبہ کی عبارت عربی و فارسی زبان میں ہے جس کو پڑھ کر آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مسجد سطح

زمین سے کافی اونچائی پر واقع ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے لئے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۸' x ۱۹' ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۹' x ۲۲' ہے مسجد کے صحن کی چھت ٹین کی ہے مسجد میں ایک قدیم کنواں بھی ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور چار منارے ہیں۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۴۴ھ پٹنہ دنگلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرد چوں ایں مسجد عالی نا بیگم　　بنا ازی شاہ وگدا باب عبادت در کشود

کتب ایں تاریخ از فضل ابرو جہاں شد بناہر نازی ....

۱۲۴۴ سنہ النبوی ؐ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

جب عالی نا بیگم نے اس مسجد کو بنایا تو بادشاہ اور فقیر کے لئے عبادت کا دروازہ کھولا

ابرو جہاں کے فضل سے یہ تاریخ لکھی نمازی کے واسطے جو تعمیر ہو گئی۔

۱۲۴۴ سن نبوی ؐ میں

یہ کتبہ، مسجد چھوٹی دنگلہ کے سائبان میں نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ۱۰" x ۱' ہے۔ کتبہ سے بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔ مسجد میں نہ تو گنبد ہی ہے اور نہ منارہ، مسجد کے اندرونی کمرہ میں سیاہ پتھر پر ایک دوسرا کتبہ لگا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سب سے زیادہ افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۹' × ۲۱' ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۱۵' × ۲۴' ہے۔ مسجد موجود ہے لیکن غیر آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۲۴ھ داناپور پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زاں صلاحی کہ داشت در طینت ۔۔۔ صالح کار عاقبت پرداخت

از سر مین بہر تاریخش ۔۔۔ شاعرے گفت مسجد نو ساخت

سنہ ۱۳۲۴ ہجری

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اس کی فطرت میں جو نیکی اور صلاحیت تھی اسی بنا پر صالح نے آخرت کے ثواب کا کام انجام دیا خیر و برکت کے خیال سے اس کی تاریخ کیلئے شاعر نے کہا "مسجد نو ساخت"

سنہ ۱۳۲۴ ہجری

یہ کتبہ صحن مسجد کے دیوار میں چسپاں ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ اور بانی مسجد کا علم ہوتا ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی "۱۰ × "۵ - ۲ ہے۔ مسجد میں تین بڑے گنبد اور دو منارے

ہیں، مسجد کی دیوار مستحکم ہے۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کا رقبہ ۲۸×۸ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۹×۵۰ ہے۔ یہ مسجد پانی سول کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ہی صالح بی بی خانم مرحومہ کا مزار موجود ہے۔ مسجد میں نماز پابندی سے نہیں ادا کی جاتی ہے۔ مسجد کو پیٹس اوڈ فوجی افسر نے اپنی محبوبہ کی خواہش پر تعمیر کروایا تھا۔

کتبہ مورخہ ۱۲۴۸ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرد احیا چو ذوالفقار علی	دوستدار علی امام ہدے
مسجد شادماں راکہ درو	کرد فرخ سیر نماز ادا
بانگ زد صال حی بلال دلم	ساز آباد خانہ تقوے

۱۲۴۸ہجری

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

جب ذوالفقار علی نے زندہ کیا	دوست رکھنے والے علی امام کو
"شادمان مسجد" کہ جس میں	فرخ سیر نے نماز ادا کی
بلال کے حی علی الصلوٰۃ کی آواز نے	میرے دل کو آواز دی کہ پرہیزگاری کا گھر آباد ہو گیا

۱۲۴۸ہجری

یہ کتبہ شیعہ مسجد محلہ گولکھ پور کے دروازہ کے اوپر نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی ۱'×۴"-۱' ہے۔ کتبہ کی عبارت فارسی میں ہے۔ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں فرخ سیر بادشاہ نے یہاں نماز ادا کی تھی۔ کتبہ کے الفاظ شیریں اور معنی خیز ہیں۔ مسجد کے

صحن میں دوسرا کتبہ سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا چسپاں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

این مسجد یکہ باشد بانیش شادماں نام کردہ نماز دروی فرخ سیر شہنشاہ
بوسیدہ و شکستہ افتادہ بود چندے بازش درست کردہ یک متقی ذیجاہ
با ذوالفقار سازی لفظ علی چو منضم یابی تو نام پاک آں سید حق آگاہ
تاریخ چون بجستم ای شاد بہر انشا ہاتف گفت با من ترمیم کعبۃ اللہ

سنہ ۱۲۲۸ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
یہ وہ مسجد ہے کہ جس کے بنانے والے ہمیشہ خوش رہیں کہ اس میں فرخ سیر بادشاہ نے نماز ادا کی ہے۔ بوسیدہ اور شکستہ گری پڑی بہت دنوں رہی۔ ایک بار اس کو دوبارہ ایک پرہیزگار نے درست کرایا۔ ذوالفقار کے ساتھ لفظ علی جب ملاؤگے۔ تو اس خدا شناس پاک ہستی کا نام تم کو معلوم ہو جائے گا۔ اے شاد جب میں نے اس کی تاریخ تلاش کی کہ لکھوں۔ تو غیب سے آواز دائی کہ یہ ترمیم کعبۃ اللہ ہے۔

سنہ ۱۲۳۸ھ

اس کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی "۱۰×"۵-'۱ ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے لیکن آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کا رقبہ '۱۲×'۳۴ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ '۱۶×'۳۷ ہے۔ مسجد کے احاطہ میں بہت سارے مزارات ہیں۔ یہ مسجد غیر آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۲۹ھ پٹنہ سیٹی

اللہ اکبر
مرقومہ ہست بیکم ماہ ذالحج ۱۲۲۹ ہجری
شیخ قادر بخش

خدا بہت بڑا ہے
لکھا ہوا ہے بیکم ماہ ذالحج ۱۲۲۹ ہجری
شیخ قادر بخش

یہ کتبہ قادر بخش کی مسجد کے سائبان میں نصب کیا ہوا ہے کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر مسجد کا پتہ چلتا ہے۔ کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی "۱۰×۱۰" ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔ شیخ قادر بخش مرحوم نے مسجد کے لئے کوئی جاگیر نہیں چھوڑی تھی۔ مسجد کے اخراجات محلہ والے پورا کرتے ہیں۔ مسجد میں مدرسہ کا بھی انتظام ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۵۶ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نورانی مسجد
بیادگار حکیم مولانا بخش مرحوم بانی
نورانی دواخانہ
۱۲۵۶ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

نورانی مسجد

یہ یادگار حکیم مولانا بخش مرحوم بانی رح کی ہے

نورانی دواخانہ

سنہ ۱۲۵۶ھ

یہ کتبہ مسجد کے محراب کے اوپر جانب نصب ہے۔ کتبہ سے بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے چار منارے ہیں۔ مسجد کی بناوٹ سادہ اور مستحکم ہے۔ یہ مسجد مشہور قبرستان پیر مہاری میں واقع ہے۔ مسجد غیر آباد ہے

کتبہ مورخہ ۱۲۵۷ھ پیشنہ

اللہ اکبر

لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ

بہ رضای خدا ساخت خیر النساء   مسجد عالی بنا چون حرم محترم

خانہ زاہد چو کرد سال بنایش طلب   ہاتف آواز داد ثانیہ بیت الحرم

۱۲۵۷ ھجری

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له

واشهد ان محمدا عبده ورسوله لا اله الا الله

خدا بہت بڑا ہے

بیشک وہ مسجد جسکی بنیاد اول یوم سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز کے لئے کھڑے ہوں۔ زاہد کے قلم نے جب اس مسجد کی بنیاد کا سال طلب کیا تو ہاتف نے آواز دی "دوسرا بیت الحرم"

سنہ ۱۲۵۸ھ

دل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اکیلا ہے وہ نہیں ہے کوئی شریک اس کا اور اقرار کرتا ہوں کہ بے شک محمد صلعم بندے اس کے ہیں اور رسول اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ کتبہ مسجد خیر النساء محلہ باقر گنج کے سائبان میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کا طول و عرض "۱۱ × "۲-'۲ ہے۔ کتبہ کے الفاظ سہل اور معنی خیز ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہمیں بانیٔ مسجد اور تعمیر مسجد کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ ضرورت کی بنا پر مسجد کی کافی توسیع کی گئی ہے۔ مسجد دو منزلہ ہے۔ مسجد کی دیواریں مضبوط اور مستحکم ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں پورب جانب خیر النساء مرحومہ ان کے شوہر اور دیور کی پختہ مزارات موجود ہیں۔ مسجد سے لگا ہوا پچھم جانب ایک حجرہ ہے جہاں پیش امام اور موذن رہتے ہیں۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔ مسجد کی آمدنی سے ہی مسجد کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے جو خیر النساء کی مسجد سے مشہور ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۵۸ھ پٹنہ

اللہ اکبر

دو برادر بہ نیت صادق   کرد بنیاد خانۂ طاعت
پی تاریخ او دل مشتاق   رفت در بحر فکر یکساعت
بہر توحید داد عطف فکند   گفت تعمیر جمن و محب

۱۲۵۸ ہجری عمرہ جمن ومحب حجام

ہو الغفار الرحیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم اغفر ذنوبنا بحرمت النبی صلعم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ و اشہد ان محمد عبدہٗ و رسولہٗ۔

خدا بہت بڑا ہے

دو بھائیوں نے سچی نیت کے ساتھ   بنیاد ڈالی بندگی کے گھر کی
اس کی تاریخ کے لئے مشتاق کا دل   ایک گھڑی فکر میں لگا رہا
توحید کی نسبت سے اللہ نے ہم پر مہربانی کی اور اس کی بنیاد جمن اور محب نے کی
جمن اور محب حجام نے ۱۲۵۸ ہجری میں اس کی تاریخ رکھی۔

وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اے اللہ بخش دے ہمارے گناہوں کو نبیؐ کے طفیل میں۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ ان کے بندے اور رسول ہیں۔
یہ کتبہ لون کی مسجد کے صحن میں مرکزی محراب پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ اس کتبہ کا طول وعرض ۱×۵"-۱' ہے۔
کتبہ کی عبارت عربی اور فارسی زبان میں ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانئ مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ مسجد سڑک کے کنارے ہے جو محمد اللہ آباد ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے لیکن آٹھ منارے ہیں۔ مسجد دو منزلہ ہے۔ مسجد کے اندر ایک پختہ مزار بھی واقع ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۶۰ھ پٹنہ

بنا کردہ بودند ایں کہنہ مسجد
پئے طاعت وحمد معبود عالم
زہے بیر بخش ادلیس بانئے آرہ
چہ مرد جواں بخت و پیر معظم
دلی شاہ فرخ حسیں از سرِ نو
بنا یش زاخلاص بنمود محکم
شد از زلزلہ بار دیگر شکستہ
نہ دیوار و محراب ماندہ مسلم
مکرر بتِ پور فضیلت بالآخر
بجست ان نکوکار وخلوت محترم

پئے سال تجدید از طبع احمد
ظفر باز بانیٔ مسجد بہ جستم
سنہ ۱۲۶۰ ہجری

یہ پرانی مسجد تعمیر کی تھی
دنیا کے پالن ہار کی حمد اور بندگی کے لئے
کیا خوب پیر بخش آرہ کے پہلے بانی تھے
کیا جوان نصیب آدمی اور منظم پیر تھے
لیکن شاہ فرخ حسین نے نئے طور سے
اس کی عمارت خلوص کے ساتھ بنوائی
زلزلہ سے دوسری بار شکستہ ہوئی
کہ دیوار اور محراب سلامت باقی نہ رہا
تو فضیلت کی اولاد نے آخر کمر باندھی
وہ نیکوکار اور مجسم اخلاق والے تھے
احمد کی طبیعت سے تجدید کے سال کے لئے
ظفر کو پھر مسجد کی بنا کرنے والے میں میں نے ڈھونڈا۔
سنہ ۱۲۶۰ ہجری

یہ کتبہ شیعہ مسجد محلہ صادق پور کے صحن میں چسپاں ہے
کتبہ کی لمبائی اور چوڑائی "۹ x ۲" ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جس
میں آٹھ منارے ہیں۔ گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا
رقبہ ۱۲ x ۲۶ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۱۰ x ۲۷ ہے۔ کتبہ سے ظاہر

ہوتا ہے کہ مسجد کو ناگہانی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا تھا اور پھر دوسری مرتبہ اس کی مرمت نئے سرے سے ہوئی۔ کتبہ سے ہمیں بانیٔ مسجد اور متعمیر مسجد کا پتہ چلتا ہے۔ مسجد موجود ہے لیکن غیر آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۶۱ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ بدری دز لش تاجر بنام — خانہ خدا است سال تاریخش
مسجدی ساخت ہمچو بیت حرام — گفت ہاتف زغیب ایں پیغام

۱۲۶۱ھ

کتبہ مورخہ سنہ ۱۲۶۱ھ پٹنہ

شیخ بدری اور انکی اہلیہ نے تعمیر کیا ایک مسجد۔ جو پاک گھر (کعبہ) کے مانند ہے بنیاد کے سال کی تاریخ ہے خانہ خدا۔ یہ پیغام دیا غیب کے فرشتے نے

سنہ ۱۲۶۱ ہجری

یہ کتبہ ٹریننگ اسکول کے اتر جانب واقع ایک مسجد میں چسپاں ہے۔ کتبہ کو پڑھنے سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ یہ سڑک کے کنارے ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے لیکن منارے آٹھ ہیں۔ مسجد سطح زمین سے بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے لئے اونچی اونچی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ مسجد آباد ہے اور

اس کا انتظام اعلیٰ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۶۱ھ پٹنہ سیٹی

آں مسجدے کہ بہر سجود نمازیاں — علی عظیم بنایش نہادہ بود
از ہم شکست مثل دل حضرت بلال — چوں فرق شاہ سجدہ پر برخاک افتادہ بود
بار دیگر چو میر سعادت علی بہ تدبیر — بہر درستیش کف ہمت کشادہ بود
از امراد غلام حبین خوش اعتقاد — تعمیر آں بطرز خجستہ نہادہ بود
خیر خانہ خدا سنہ تعمیر زیر چرخ — در گوش عبرتی کہ زہاتف فتادہ بود

وہ مسجد جو نمازیوں کے سجدے کیلئے — علی عظیم نے بنیاد رکھی تھی
حضرت بلال کے دل کی طرح ٹوٹی — جب گنبد کا سرخاک میں گر پڑا تھا
دوسری بار میر سعادت علی نے تدبیر کیا تھا اسکی درستگی کیلئے ہمت کا ہاتھ کھولا تھا
امیروں میں غلام حبین خوش اعتقاد نے اسکی عمارت مبارک طریقہ سے رکھی تھی
خانہ خدا آسمان کے نیچے اسکی تعمیر کا سنہ ہوا جو عبرتی کے کان میں ہاتف کیطرف سے پڑا تھا

سنہ ۱۲۶۱ھ

یہ کتبہ شبیہ مسجد محلہ گلزار باغ کے صحن کے دیوار میں چسپاں ہے۔ کتبہ کے الفاظ معنی خیز ہیں جن کو پڑھ کر دل پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۳ اینچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی اونچائی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۲۵ فٹ اور ۱۳ اینچ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۶ فٹ اور گیارہ اینچ ہے۔

یہ مسجد گلزار باغ کی مسجد سے [illegible]

اس کا انتظام اعلیٰ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۶۱ھ پٹنہ سیٹی

آں مسجدے کہ بہر سجود نمازیاں — علی عظیم بنایش نہادہ بود
از ہم شکست مثل دل حضرت بلال — چوں فرق شاہ سجدہ بزیر خاک افتادہ بود
بار دیگر چو میر سعادت علی بہ تدبیر — بہر درستیش کف ہمت کشادہ بود
از امرا و غلام حسین خوش اعتقاد — تعمیر آں بطرز خجستہ نہادہ بود
خیر خانہ خدا سنہ تعمیر زیر چرخ — در گوش عبرتی کہ زہاتف فتادہ بود

وہ مسجد جو نمازیوں کے سجدے کیلئے — علی عظیم نے بنیاد رکھی تھی
حضرت بلال کے دل کی طرح ٹوٹی — جب گنبد کا سر خاک میں گر پڑا تھا
دوسری بار میر سعادت علی نے تدبیر کیا تھا اسکی درستگی کیلئے ہمت کا ہاتھ کھولا تھا
امیروں میں غلام حسین خوش اعتقاد نے اسکی عمارت مبارک طریقہ سے رکھی تھی
خانہ خدا آسمان کے نیچے اسکی تعمیر کا سنہ ہوا جو عبرتی کے کان میں ہاتف کیطرف سے پڑا تھا

سنہ ۱۲۶۱ھ

یہ کتبہ شیعہ مسجد محلہ گلزار باغ کے صحن کے دیوار میں چسپاں ہے۔ کتبہ کے الفاظ معنی خیز ہیں جن کو پڑھ کر دل پر گہرہ اثر ہوتا ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۳ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی اونچائی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۲۵ فٹ اور ۱۳ انچ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۶ فٹ اور گیارہ انچ ہے۔

مسجد گلزار باغ کا مسجد [illegible]

مسجد کے سائبان میں دکھن جانب کئی رہائشی کمرے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد غیر آباد ہے۔ یہ مسجد گلزار یا باغ مسجد سے موسوم ہے

کتبہ مورخہ ۱۲۶۴ھ پٹنہ سیٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرد بہر نماز خود تعمیر | نہ پی عنبر سند سبال کبشر
مسجد بیتی ذوالفقار علی | از برای رضای رب قدیر
دو صد و ہزار و شد | بود از ہجرت رسول کبیر

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

نماز کے لئے خود تعمیر کی | نہ کہ عام لوگوں کے خیال سے
ذوالفقار علی کی گھر کی مسجد ہے | جو رب قدیر کی رضا جوئی کیلئے بنائی
جو کہ بارہ سو چونسٹھ ھ میں تعمیر ہوئی | باعتبار ہجری سنہ کے

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

یہ کتبہ پٹنہ سیٹی، شیش محل مسجد کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد کی بنا کس سن میں ہوئی اور بانی مسجد کون تھے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۴ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور چار منارے ہیں۔ مسجد کی دیواریں مستحکم اور پائیدار ہیں۔ مسجد غیر آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۶۵ھ سیٹی کورٹ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان المساجد اللہ

.... از زر چندہ گشت ایں تعمیر

تعمیر کردہ پیغمبر بخش .... چوں قیام جماعت و تکبیر

۱۲۶۵ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں چندہ کے پیسہ سے یہ تعمیر ہوئی

پیغمبر بخش نے تعمیر کیا جب جماعت اور تکبیر قائم ہوئی

سنہ ۱۲۶۵ ہجری

یہ کتبہ مسجد سیٹی کورٹ کے اندر داخل ہونے والے دروازہ کے اوپر جانب لگا ہوا ہے۔ کتبہ سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا ہے جو کافی اونچائی پر نصب ہونے کی وجہ کر حرف صاف پڑھے نہیں جاتے ہیں۔ مسجد ایک منزل ہے جو سڑک کے کنارے ہے اور بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں، گنبد نہیں ہے۔ مسجد کی بناوٹ سادہ اور مستحکم ہے۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔

محلہ دھیبالواں چھپرا میں ایک قدیم مسجد ہے جس کا کتبہ تعمیر قدیم ۱۱۴۶ھ ہے۔ اس مسجد کو دو گھانس بیچنے والوں نے تعمیر کرایا تھا جو اپنے کہنہ سالی کے سبب دم توڑ رہی ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۷۱ھ تنگہ پٹنہ

خانہ خلق سجدہ تا دے
باد صدق جبین چو شیخ مکن
کرد از سر نو بنائی خانہ
شہر پٹنہ ہے یادگار عالم
تاریخ بگو خدای خانہ

فی سنہ ۱۲۷۱ ہجری

خدا کے گھر میں مخلوق جب تک سجدہ کرے
جبین کی طرح جب شیخ مسکن لے
مسجد کی دوبارہ تعمیر کی
پٹنہ شہر میں دنیا کی یادگار ہے
خدا کے گھر کی تاریخ کہی

سنہ ۱۲۷۱ھ

یہ کتبہ باڑے کی مسجد میں سائبان کے مرکزی محراب کے اوپر نصب کیا ہوا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۳ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۲ انچ ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت ہوتی ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں مسجد میں ایک قدیم کنواں بھی ہے۔ مسجد آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۷۱ھ گورہٹہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲ باہم عبدل امام باندی ہر دو کردند با صدق دل با مسجد نو
۳ تاریخ بنای آں رقم زد یحیٰی ہم رتبہ بکعبہ شد بنا مسجد نو

سنہ ۱۲۷۱ ہجری

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
عبدل امام اور باندی دونوں نے صدق دل سے بنا رکھی
اس مسجد کی تاریخ بنا یحیٰی نے لکھی نئی مسجد کی تعمیر کعبہ کے ہم مرتبہ ہے۔

سنہ ۱۲۷۱ھ

کتبہ سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا ہے جس کی لمبائی ایک فٹ اور چوڑائی آٹھ اینچ ہے۔ ایک مسجد متصل بہادر خاں ڈھاری گورہٹہ رائے جے کرشن روڈ پر نہ جانے پرتی زمین کی شکل میں پڑی ہوئی تھی کوئی آثار علامت مسجد کی ظاہر نہیں ہوتی تھی صرف ایک دیوار جس میں دو طاق ہیں بوسیدہ حالت میں کھڑی تھی۔ چونکہ نہ اس پر کوئی چہار دیواری ہے اور نہ آنے جانے والوں کے لئے کوئی بندش نتیجہ یہ تھا کہ جانور جا کر غلاظت کرتے، گندے کیڑے سکھایا جاتا کچھ لوگ اس پر بیٹھ کر نشہ استعمال کرتے اکیلے اگر کوئی انہیں سمجھاتا تو جھگڑے کی نوبت آجاتی تھی۔ چنانچہ محمد جمراتی میاں (مستری) نے چند دیندار کو لے کر محلہ میں چندہ کیا اور تعمیر نو کا کام شروع کر دیا یہ تعمیر نو شوقیہ نہیں تھا بلکہ جو بے حرمتی اور بے عزتی ہو لی تھی اس کی روک تھام

کے لیے ایسا قدم اٹھایا گیا ہے۔ یہ مسجد چھوٹی مسجد کے نام سے مشہور ہے جو عنبر آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۷۵ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوں تبارک علی پاک سرشت مسجد مرتفع بنا فرمود

کعبہ نو ہند ساخت نوشت کلک نگہت بسال تعمیرش

فی ۱۲۷۵ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

جب کہ تبارک علی کی پاک طبیعت سے اونچی مسجد کی بنیاد رکھی

اس کی تعمیر کا سال نگہت کے قلم نے نئے ہندستان کا کعبہ بنایا

۱۲۷۵ ہجری میں

یہ کتبہ مسجد کی دیوار میں سائبان کی جانب نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۵ انچ اور چوڑائی ۹ انچ ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتبہ کے الفاظ سہل اور معنی خیز ہیں۔ مسجد دو منزلہ ہے، جس کی چھت مسطح ہے۔ مسجد کو ضرورت کی بنا پر اور شکستہ حال ہونے کی وجہ کر نئے طریقے سے دوبارہ مرمت کرا کر توسیع کی گئی۔ مسجد میں ایک نیا منارہ بھی تعمیر کرایا گیا ہے۔ یہ مسجد تبارک علی کی نام سے مشہور ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد میں زمانہ قدیم سے مدرسہ کا انتظام چلا آرہا ہے۔

کے لیئے ایسا قدم اٹھایا گیا ہے۔ یہ مسجد چھوٹی مسجد کے نام سے مشہور ہے جو غیر آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۷۵ھ پشتہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد مرقع بنا فرمود | چوں تبارک علی پاک سرشت
کلک نگہت بسال تعمیرش | کعبۂ نو ہند ساخت نوشت

فی ۱۲۷۵ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اور نئی مسجد کی بنیاد رکھی | جب کہ تبارک علی کی پاک طبیعت سے
اس کی تعمیر کا سال نگہت کے قلم نے | نئے ہندستان کا کعبہ بنایا

۱۲۷۵ہجری میں

یہ کتبہ مسجد کی دیوار میں سائبان کی جانب نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۵ انچ اور چوڑائی ۹ انچ ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتبہ کے الفاظ سہل اور معنیٰ خیز ہیں۔ مسجد دو منزلہ ہے، جس کی چھت مسطح ہے۔ مسجد کو ضرورت کی بنا پر اور شکستہ حال ہونے کی وجہ کر نئے طریقے سے دوبارہ مرمت کرا کر توسیع کی گئی۔ مسجد میں ایک نیا منارہ بھی تعمیر کرایا گیا ہے۔ یہ مسجد تبارک علی کی نام سے مشہور ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد میں زمانہ قدیم سے مدرسہ کا انتظام چلا آرہا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۸۰ھ داناپور پٹنہ

خوشا مطبوع و موزوں شد بنائی خانہ یزداں کہ وصف بانیش مذکور اکثر جاست در قرآں
بہ تعمیل وصیت چوں سعادت بود در بخشش کرم خاں عامل اذن پدر گردید تا امکان
سروش غیب از عبدالصمد خاں گفت تاریخش شدہ سرسبز باغ دیں مآب حکم روشن خاں

۱۲۸۰ھ ہجرے النبی صلعم

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
کتنی اچھی خدا کے گھر کی بنیاد موزوں اور موافق مزاج ہوئی۔ کہ اس کی بنا
کرنے والے کی تعریف اکثر جگہ قرآن میں ہے۔
وصیت کے مطابق تعمیل کرنا سبب سعادت تھی۔ کرم خاں عامل کے بخشائش
میں کہ باپ کا یہی حکم تھا۔
غیب کے فرشتے نے عبدالصمد خاں کو کہا اس کی تاریخ دین کا باغ ہمیشہ شاداب
رہے روشن خاں کی عاقبت تک۔

۱۲۸۰ھ ہجری

یہ کتبہ کاغذی محلہ کی مسجد میں صحن کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ۲ فٹ ۲ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۶ انچ ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور تعمیر مسجد کا علم ہوتا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۲۴ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی ۲۴ فٹ اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد میں مدرسہ کا بھی عمدہ نظم ہے۔ مسجد ایک منزل ہے، مسجد میں گنبد نہیں ہے، آٹھ منارے ہیں۔

کتبہ مورخہ ۱۲۸۰ھ داناپور پٹنہ

خوشا مطبوع و موزوں شد بنائی خانۂ یزداں کہ وصف بانیش مذکور اکثر جاست در قرآن
بہ تعمیل وصیت چوں سعادت بود در بخشش کرم خاں عامل اذن پدر گردید تا امکان
سروش غیب از عبدالصمد خاں گفت تاریخش شدہ سرسبز باغ دیں تا آب حکم روشن خاں

سنہ ۱۲۸۰ ہجرے النبی صلعم

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
کتنی اچھی خدا کے گھر کی بنیاد موزوں اور موافق مزاج ہوئی۔ کہ اس کی بنا کرنے والے کی تعریف اکثر جگہ قرآن میں ہے۔
وصیت کے مطابق تعمیل کرنا سبب سعادت تھی۔ کرم خاں عامل کے بخشائش میں کہ باپ کا یہی حکم تھا۔
غیب کے فرشتے نے عبدالصمد خاں کو کہا اس کی تاریخ دین کا باغ ہمیشہ شاداب رہے روشن خاں کی عاقبت تک۔

سنہ ۱۲۸۰ ہجری

یہ کتبہ کاغذی محلہ کی مسجد میں صحن کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ۲ فٹ ۲ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۶ انچ ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانئ مسجد اور تعمیر مسجد کا علم ہوتا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۴۲ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی ۴۲ فٹ اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد میں مدرسہ کا بھی عمدہ نظم ہے۔ مسجد ایک منزل ہے، مسجد میں گنبد نہیں ہے، آٹھ منارے ہیں۔

کتبہ مورخہ ۱۲۸۸ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد لا الہ الا محمد رسول اللہ سنہ تعمیر ۱۲۸۸ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ خدا بہت بڑا ہے، خدا بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں سنہ تعمیر ۱۲۸۸ ہجری...

یہ کتبہ شیعہ مسجد محلہ بانکی پور کے صحن کے دیوار میں نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ پانچ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۴ انچ ہے۔ کتبہ کے کچھ الفاظ صاف پڑھے نہیں جاتے ہیں۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ مسجد سے ملحق امام باڑہ بھی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض ۱۲' × ۳۸' فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی اور چوڑائی ۲۱' × ۵۴ فٹ ہے۔ مسجد کے احاطہ میں مان بی بی مرحومہ کی پختہ مزار بھی ہے جسکے کروٹ میں ایک سیاہ کتبہ چسپاں ہے۔ اس مسجد کو کپتان صاحب انگریز نے اپنی ماں بی بی کے خواہش پر ہی تعمیر کرایا تھا۔

کتبہ مورخہ ۱۲۹۶ھ پٹنہ

بسمہٖ

شد للحق لا شریک لہ ۔ والثناء سید لولاک
وصف شیخین و مدحت ختنیش ۔ ہست بیروں ز قوت ادراک
بود مسجد یکی بعالم گنج ۔ تنگ چوں قلب مومن غمناک
اینک از ہمتِ مسلمانان ۔ شد بلند و وسیع چوں افلاک
سال تعمیر او نوشت اکبر ۔ مسجد عرش منزل است چہ خاک

سنہ ۱۲۹۶ھ

شروع اللہ کے نام سے

حق تعالیٰ کیلئے لاشریک لہٗ ہے ۔ اور تعریف کے قابل شاہ لولاک رسول اکرم ہیں۔
دو شیخ یعنی ابوبکر و عمر کی توصیف اور دو داماد عثمان و علی کی مدح اپنی قوت ادراک سے باہر ہے۔
عالم گنج محلہ میں ایک مسجد تھی ۔ جو غمناک مومن کے دل کیطرح تنگ اور چھوٹی تھی
اب مسلمانوں کی ہمت سے ۔ بہت بلند اور کشادہ بن گئی افلاک کیطرح
اس کی تعمیر کا سال اکبر نے لکھا ۔ یہ مسجد عرش منزل ہے اس میں کوئی خوف نہیں

سنہ ۱۲۹۶ھ

یہ کتبہ عالم گنج کی مسجد کے صحن میں سنگ مرمر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۳ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر واقع ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ یہ مسجد دلال جی کی مسجد کے نام سے موسوم ہے۔ فی الحال مسجد کی

مرمت اور توسیع کی جا رہی ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۰۳ھ داناپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرد مومن بود آں واحد علی مرحوم بانی کو بداناپور ذی عزت بہ تجار آمدہ
بود در بہشتی محلہ مسجدی دیرینہ للہ الحمد از زرس الحال تیار آمدہ
از سر نو گشت تعمیرش بصد حسن و صفا رفعتش غالب بر اوج چرخ دوار آمدہ
سال آں پاکیزہ مسجد از دل اکبر چہ تعمیر عرش منزل کعبہ مقصود دیندار آمدہ

سنہ ۱۳۰۳ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
وہ واحد علی مرحوم افسوس مرد مومن تھے جو کہ داناپور میں باعزت تاجروں میں ہوئے
بہشتی محلہ میں ایک پرانی مسجد تھی خدا کا شکر ہے کہ انکے پیسے سے اب تیار ہو گئی
نئے سرے سے اس کی تعمیر سو خوبی و صفا سے ہوئی اس کی بلندی چکر لگانے والے آسمان کی بلندی پر غالب ہوئی۔

سنہ ۱۳۰۳ ہجری

یہ کتبہ بہشتی محلہ کی مسجد کے صحن میں سفید پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۶ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۴ انچ ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی یہ صحیح واقفیت ہوتی ہے مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۲۵ فٹ لمبا اور ۱۱ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا طول و عرض ۴۲ فٹ اور ۱۳ فٹ ہے۔ مسجد ایک

منزل ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ آٹھ منارے ہیں۔ انتظام اعلیٰ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۰۵ھ پٹنہ سیٹی

زبیر افضل حسین نیک معمار زد ایں مسجد عالی مقام است
(اللہ) زنم کردیم شہرت سال تعمیر کہ زیبا مسجد بیت الحرام است (محمد)
۱۳۰۵ھ

زبیر افضل حسین نیک معمار نے بنایا اس مسجد عالی مقام کو
(اللہ) میں نے سال تعمیر کو اس طرح شہرت دی کہ مسجد حرام کے مثل ہے (محمد)
۱۳۰۵ھ

یہ کتبہ مسجد کے صحن کے دیوار میں نصب ہے، کتبہ کی لمبائی ۱۰ اِنچ اور چوڑائی ۱۰ اِنچ ہے۔ کتبہ کے الفاظ فارسی زبان میں ہیں جن کو پڑھ کر ہم آسانی سے بانی مسجد اور سن تعمیر کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۲۸ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۲۶ فٹ لمبا اور ۲۴ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ چھ منارے ہیں مسجد ایک منزل ہے جو غیر آباد ہے۔

یہ مسجد افضل راج کی مسجد سے موسوم ہے جو محلہ لال المی میں واقع ہے

کتبہ مورخہ ۱۳۰۵ھ پٹنہ سیٹی

ابوبکر عمر

صالح بی بی محمدی جان چوں بیت خدا با خلوص نیت وصدق و یقین راست ایں

چوں بنا شد ایں عبادتگاہ خاصان اللہ مظہر نور خدا دجنت الماوی است ایں

زاہتمام شیخ قاسم با علی دین دار ہمیشہ مسجد دہلی فلک بیرا است ایں

سال تعمیرش چوں خواست از فکر بلند شد رقم قصر بدیع مسجد اقصیٰ است ایں

عثمان علی

سنہ ۱۳۰۵ھ

(۱) صالح بی بی محمدی جان نے خدا کے گھر کی بنا رکھی خلوص نیت اور سچائی کے ساتھ

(۲) حبیب اللہ کے خاطر بندوں کی یہ عبادتگاہ تعمیر ہوئی یہ جو خدا کی تجلیوں کا مظہر اور جنت الماویٰ ہے

(۳) شیخ قاسم کے اہتمام سے دیندار علی کیساتھ ہمیشہ مسجد دہلی آسمان کی تزئین کرنیوالی ہے

(۴) اس کی تعمیر کا سال نے اپنی فکر بلند سے دریافت کیا تو آواز آئی کہ یہ محل مسجد اقصیٰ کے مانند ہے۔

سنہ ۱۳۰۵ھ

یہ کتبہ محمدی جان کی مسجد کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کے پڑھنے سے ہمیں صحیح تاریخ اور بانی مسجد کا علم ہوتا ہے۔ مسجد سڑک کے کنارے ہے جو کہ محمد اللہ آباد ہے۔ مسجد کی عمارت عالیشان ہے جس کو دیکھ کر دل پر گہرہ اثر پڑتا ہے۔ مسجد کے دونوں جانب ایک ہی مضمون کا کتبہ نصب ہے۔ مسجد کا اندرونی فرش سنگ مرمر کا ہے۔ مسجد میں صفائی کا خیال پایا جاتا ہے۔ مسجد کا انتظام عمدہ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۱۳ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زسعی مدار بخش خوشخو　　بنا شد مسجدی با زیب زینت

بگفتا سال تعمیرش تجمل　　حریم مطلع انوار رحمت

تلوہ مسجد از سعی کوشش مدار بخش دحہایت یسال یک ہزار و صد و سیزدہ ۱۳۱۳ہجری۔ تعمیر کنایندہ ساکن باقی پور محلہ لودی پور

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے سوائی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

نیک بخت مدار بخش کی کوشش سے　بنائی گئی ایک مسجد زیب و زینت کیساتھ تجمل نے کہا اس کے تعمیر کا سال　انوار رحمت کے طلوع ہونے کی پاک جگہ مسجد کا احاطہ مدار بخش کی کوشش سے تیار ہوا اور اس کا اختتام ۱۳۱۳ہجری میں ہوا ۱۳۱۳ہجری میں یہ دوبارہ تعمیر ہوئی جو محلہ باقی پور لودی پور میں واقع ہے

یہ کتبہ بینک روڈ کی مسجد کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کی عبارت عربی و فارسی میں ہے جن کو پڑھ کر ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۱۰ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۶ انچ ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۳۵ فٹ لمبا اور ۱۳ فٹ چوڑا ہے لیکن صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۳۶ فٹ لمبا اور ۱۶ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد ایک منزلہ ہے جس میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کی توسیع بعد میں ضرورت کی بنا پر ہوتی رہی ہے۔ مسجد میں مدرسہ کا بھی نظم ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۱۳ھ داناپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ

کرد چوں تعمیر مسجد خانہ مرد نیکو — فکر در سالش چو کردم ایں ندا آمد بمن
معبد نیکو کہ خلق اللہ را اعزاز ازو — کعبۂ ثانی بجد مولوی شمس الحسن

سنہ ۱۳۲۲ھ — سنہ ۱۳۱۳ فصلی

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

جب نیک آدمی نے خانقاہ کی مسجد تعمیر کرائی تو اس کے سال کی فکر جب میں نے کی تو یہ آواز میری طرف آئی۔

اچھی عبادت گاہ کہ اللہ کے مخلوق کیلئے اس سے عزت ہے جو مولوی شمس الحسن کی جد کا کعبہ ثانی ہے۔

سنہ ۱۳۲۲ھ

سنہ ۱۳۱۳ فصلی

یہ کتبہ مسجد تیر پا ٹولی کے مرکزی محراب کے بالائی جانب سنگ مرمر کے پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کو پڑھنے سے بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ ۶ انچ ہے اور چوڑائی ایک فٹ ۵ انچ ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلہ سے بھی کافی نقصان پہونچا ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کا طول و عرض ۲۴ فٹ لمبا اور ۱۷ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۳۶ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد آباد ہے۔ مسجد کی اپنی کوئی خاص

جاگیر نہیں ہے۔ مسجد میں کوئی امام یا موذن بحال نہیں کئے گئے ہیں۔ مسجد کے اخراجات کو محلہ کے لوگ ہی آپس میں مل جل کر پورا کرتے ہیں۔

کتبہ مورخہ ۱۳۱۴ھ پشتنہ سیٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چو مسجد ذاکری بیگم بنا ساخت　　دم دیدن میاں فکر بودیم
شنیدم از بیانش سال تاریخ　　بنا یا کعبہ اعظم نمودیم

سنہ ۱۳۱۴ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
جب ذاکری بیگم نے مسجد بنائی تو میں اس کے دیکھنے کی فکر میں تھا
اس کے بیان کرنے پر میں نے اس کے بنا کی تاریخ سنی کہ "کعبہ اعظم کو میں نے دیکھا"

سنہ ۱۳۱۴ ہجری

یہ سیاہ پتھر کا کتبہ مسجد کی دیوار میں سائبان کی جانب چسپاں ہے۔ کتبہ کے پڑھنے سے بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت نہیں ہوتی ہے۔ کتبہ کے الفاظ نہایت سہل اور شیریں ہیں جن کو پڑھ کر آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کتبہ کی لمبائی ایک فٹ اور چوڑائی ۱۰ اینچ ہے۔ مسجد ان دنوں کھنڈر اور غیر آباد ہو گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۵ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا طول و عرض ۱۶ فٹ لمبا اور ۹ اینچ چوڑا ہے۔ مسجد میں اب صرف تین منارے بچ رہے ہیں۔ گنبد نہیں ہے۔ مسجد کی چاروں سمت کی دیواریں محفوظ

ہیں۔ چھت گر گئی ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلے سے بھی کافی نقصان پہونچا ہے۔ یہ مسجد شیعہ مسجد کے نام سے ہی موسوم ہے جو محلہ شاہ اہلی میں واقع ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۵۱ھ پٹنہ

اِنَّ ھٰذَا البَیتِ اللہ عَزَّوَجَلَّ

سنہ ۱۳۵۱ھ

بجہد سعی حاجی عبد رحمٰن بنی کیا حسن سے معمور مسجد
انیس الحق و فخرالدین ہوں ماجور کہ بنوائی ہے یہ پُرنور مسجد
انہیں دونوں کا مال اس میں ہوا صرف انہیں دونوں کی ہے مشکور مسجد
خدا کے سامنے روزِ قیامت کرے گی آپ یہ مذکور مسجد
یہی ہے مصرع تاریخ تعمیر بنائی فخر بانکی پور مسجد

ترجمہ

یہ اللہ عزوجل کا گھر ہے

سنہ ۱۳۵۱ھ

حاجی عبدالرحمٰن کی کوشش سے اس مسجد کی تعمیر حسن و خوبی کیساتھ کی گئی
انیس الحق اور فخرالدین کو اجر ملے کیونکہ ان لوگوں نے یہ دلکش مسجد بنوائی
انہیں دونوں کا مال و زر اس میں خرچ ہوا انہیں دونوں کی یہ مسجد ممنون و مشکور ہے
قیامت کے روز اللہ کے روبرو یہ مسجد اس امر کی گواہی دے گی
تعمیر کی تاریخ کا یہی مصرع ہے فخر بانکی پور نے اس مسجد کی تعمیر کی

کتبہ مورخہ ۱۸-۱۳۸۰ھ پٹنہ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد پٹنہ اسٹیشن

دل بیدل میں لگن تھی اس کی — صحن مسجد پہ بھی چھت بنائی
شرف دین حسن ساکن باڑھ — ان کو اللہ نے جو توفیق دی
دست فیاض بڑھایا جب — اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی
جب عطا کو ہوئی تاریخ کی فکر — بہ سجدہ وہ ہوا فوراً ہی
سر الحمد سے آئی آواز — صحن مسجد کی بھی چھت خوب بنی

کتبہ مورخہ ۱۳۳۰ھ پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاجی حرمین از فیض نبی سید نور الہدیٰ کہ آئے ای طالبانے
دینے و دنیا را دھن درس دین علم و فنون نے مغنی بے

۱۹۱۲ء

مرحبا انضال حق بر حال او — حنفی و عامل امور ونہی
از برائے طاعت معبود کرد — مسجد تعمیر با صد خیر جی

مرحبا بگذاشت در انصاف خلق قاضی القضاۃ دور انگلشی۔

بخش عمر فیض حی لایموت — نام روشن گرد دا زہے قاضی
جا نشد ادحال و کل املاک خویش — کرد وقف راہ مولائے غنی
نور عین بدر بنیادش نہاد — کرد در تعمیر بس بالا دوی
ساختہ دار العلوم دین پناہ — چشمہ فیض نبی الطبی — کمترین بندہ احمد ظہور

۱۳۳۰ھ

سال بنیادش ہجری انکار نوری مسجد خانہ رب قوی

یہ کتبہ نوری مسجد کے صحن میں سنگ مرمر کے پتھر پر کندہ کیا ہوا نصب ہے۔ کتبہ کے الفاظ نہایت ہی سہل اور خوبرو ہیں جن کو آسانی سے پڑھ کر سمجھا جا سکتا ہے۔ کتبہ سے ہمیں بانی مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ ملتا ہے۔ یہ مسجد مدرسہ شمس الہدیٰ کے احاطہ میں واقع ہے۔ مسجد دو منزلہ ہے، مسجد میں دس منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد مقتدیوں سے روشن اور گلزار رہتی ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ہی اتر جانب کئی رہائشی کمرے بنے ہوئے ہیں جہاں موذن اور طلبا قیام فرماتے ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں ہی ایک طرف مرحوم سید نورالہدیٰ صاحب کی پختہ مزار واقع ہے۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔ یہ مسجد تبلیغی جماعت کا مرکز بھی ہے۔ بھاگل پور کی مسجدیں۔

(۱۴)، عمر پور۔ ۹۰۳ھ۔ (۱۵)، لکھن پور۔ یہ مسجد عہد عالمگیری کی ہے۔ ۱۰۱۰ھ۔ (۱۶)، مسجد قلعہ گڑھی نزد صاحب گنج۔ عہد شاہان بنگال ۹۰۹ھ وغیرہ۔ (۱۷)، شاہ آباد نزد مرزا چوکی دستنقال پرگنہ خستہ حالت ایک گنبد والی۔ سلاطین بنگالہ کی تعمیر کردہ تھی (۱۸)، راج محل کی اکبری مسجد۔ راجہ مان سنگھ نے اکبر کے زمانہ میں بنوایا تھا (۱۹)، راج محل اسٹیشن کے پاس والی مسجد۔ عہد عالمگیری کی ہے (۲۰)، لکھی سرائے۔ مولانا نور والی مسجد جو بختیار خلجی کے ساتھ آئے تھے۔

کتبیہ مورخہ ۱۳۵۲ھ پھلواری شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمّد مَن زُیِّن المنبر والمحراب وعلیٰ آلہ وصحبہ صلاۃً و سلاماً لا عدد ولا حساب۔

مِن محمّد شعیب نیّر پھلواروی

وکتبہ مِن مسجد جنید ثانی اولیاء (۱۳۵۲)

نِعم ما اَرّخت تاریخ البناء   قلتُ ھذا بیتُ ربّی الحبیب

۵۲ ۲ ھ ۱۳

مبارک مسجدے تقویٰ اساس و پاک و دیرینہ
کنوں باز از سرِ نو کردہ شد تعمیر ایں مسجد

زہے مسجد کہ بنیادش نہد دستِ جنید اوّل
چہ می پرسی ز شانِ عظمت و توقیر ایں مسجد

ز انوارِ عبادت کردہ شد ترصیص بنیانش
ز آبِ بندگیِ حق شدہ تخمیر ایں مسجد

ز ہر ذراتِ تعمیرش فروزاں نورِ بیت اللہ
زند چشمک بشمع طور خوش تنویر ایں مسجد

ہمیشہ گوش بر صوتِ اذانش قدسیاں دارند
ببیں اللہ اکبر رفعتِ تکبیر ایں مسجد

ز معنیٔ "لمسجدٌ" کہ در حقِ قبا آمد
کنوں از ہستیِ خود میکند تفسیر ایں مسجد

بدل عزم عبادت میکند ہر کس کہ می بیند
عجیب در خورشی دارد جذبہ تسخیر ایں مسجد

بچوں باشد کہ انجامش نشد کمتر ز آغازش
کہ یک مقبول حق شد باز در تقدیر ایں مسجد

کہ آں مقبول حق عارف محی ملت و دیں ست
بیمن عہد او شد باز تو تعمیر ایں مسجد

ہم از انوار ابدالان و استادان و مخدوماں
منور بود در سابق زہے تقدیر ایں مسجد

بحق بندگیت از تو نیز التجا دارد
الٰہی باز گردانی ہمساں تاثیر ایں مسجد

بفکر سال تعمیرش بایں خوبی و زیبائی
کند خود از زبان حال خود تقریر ایں مسجد

سر انکار ہم کش میا از پائے زیب اینجا
نظیر القدس شد الحق تعمیر ایں مسجد

۱۳۵۲ھ

کتبہ مورخہ ۱۳۵۱ھ پٹنہ سیٹی

تعمیر مسجد جدید طاہرہ گجری

۱۳۵۱ھ

گجری نے نئی اور پاک مسجد تعمیر کرائی

سنہ ۱۳۵۱ ہجری

یہ کتبہ صحن مسجد میں بالائی جانب لکھا ہوا ہے۔ کتبہ کے الفاظ معنی خیز ہیں۔ کتبہ سے بانی مسجد اور سن تعمیر مسجد کا صحیح علم ہوتا ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں، گنبد کے بجائے کشتی نما چھت ہے۔ مسجد کافی چھوٹی ہے جو سطح زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۲ فٹ لمبا اور ۷ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن کے فرش کا طول و عرض ۳۰ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد کے پیچھے مسماۃ بی بی طاہرہ گجری کا مزار واقع ہے۔ مسجد کی اپنی کچھ جاگیر بھی وقف ہے اسی کی آمدنی سے مسجد کا اخراجات پورا کیا جاتا ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۳۸۰ھ پھلواری شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم محمد و آلہ واصحابہ وسلم

یہ خلاق اکبر کی قدرت تو دیکھو — بنایا ہے دم بھر میں چودہ طبق

کلمات رحمت کے اوصاف کیا ہوں — ہے پُر ساری ہستی کا جس سے ورق

ہمارے بزرگان فضل خدا سے نھے بوالخیر واشرف کوئی عارف حق
بتاتے تھے سو کوس کا حال دم میں امام الولی کا تھا یہ کشف برحق
ہے پھلواری خلد بریں کی زمین پر خبر کشف سے دی امام اہل حق
ہے مسکن وہیں نعمت اللہ ولی کا پڑھاتے ہیں عرفان حق کا سبق
ہے قائم وہیں خانقاہ فریدی ہیں مسند نشیں جس کے محبوب حق
تقاضائے حب بزرگان ہے لکھو صفات مراتب کے مضمون ادق
یہ تھی با اثر ذات حضرت عبیدؒ جو فرمایا جس کو پڑا کچھ نہ فرق
دی بنیاد مسجد جو حضرت عبیدؒ بنائی وہ شہ نے بہ رب الفلق
جزاک اللہ اے شیخ آفاقے من بنایا بڑی شان کا خانہ حق
دعا ہے کہ اب خانقاہ فریدی تو پر زیب ہوا وے اے ایزد حق

لکھو مصرع سال تعمیر اطہر
زمیں ارم پر ہے کیا خانہ الحق

۱۳۸۷ھ

یہ قطعہ تاریخ خانقاہ فریدی کی مسجد میں نصب ہے۔ مسجد جو منہدم ہوگئی تھی دوبارہ نئے سرے سے تعمیر ہو رہی ہے۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد میں گنبد اور منارے نہیں ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں کئی خام اور پختہ مزارات موجود ہیں۔ مسجد آباد ہے جہاں وقت پر آذان اور نماز ادا کی جاتی ہے۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔ قطعہ تاریخ سے بانی مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ ملتا ہے۔

(۱) مدرسہ کی مسجد :- یہ بڑا مدرسہ عظیم آباد (پٹنہ) میں ہے جسے نواب سیف خاں نے ۱۰۲۶ھ میں گنگا کے کنارے ایک بلند جگہ پر بنوایا تھا۔ اس کے پاس ہی ایک بلند و بالا مسجد بھی بنوائی تھی جو ان دنوں مدرسہ کی مسجد سے مشہور و معروف ہے۔ مسجد کے گرد علماء و طلباء کے لئے گھر اور کمرے بنوائے تھے اور اس کے لئے دیہات وقف کئے تھے۔ مسجد کے صحن کا طول و عرض ۲۰۱ فٹ لمبا اور ۹۱ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد میں پانچ گنبد اور دس منارے ہیں۔ مسجد میں جمعہ کی نماز پابندی سے ادا کی جاتی ہے۔ مسجد کا انتظام اعلیٰ ہے۔

(۲) مسجد جنیدیہ :- حضرت امیر عطاء اللہ جعفری کی اولاد میں شاہ محمد اسماعیل صاحبؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے تکمیل طریقت کے بعد باب رشد و ہدایت کھولا اور اپنے مکان کے صحن میں ۱۰۳۳ھ میں ایک مسجد پھلواری شریف میں بنوائی جو اب مسجد جنیدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ اسی میں خدا کی یاد کرتے تھے۔ آج بھی مسجد موجود ہے لیکن منہدم اور کھنڈر ہو گئی ہے۔

(۳) مدرسہ کی مسجد :- یہ مدرسہ داناپور میں واقع ہے جو پٹنہ سے ۶ میل دور ہے اس کی تعمیر نواب آصف خاں نے شروع کی تھی اور اس کی تکمیل نواب ہیبت جنگ نے کی۔ اس کے قریب ایک مسجد بھی تعمیر کرائی یہ دونوں گڑھے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے تھے اور خوبصورت تھے مسجد کے اندرونی کمرے کا رقبہ ۵۴ فٹ لمبا اور ۲۱ فٹ چوڑا ہے۔

لیکن صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۵۵ فٹ لمبا اور ۱۸ فٹ چوڑا ہے مسجد آباد ہے جو جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

(۴) قدیر خاں کی مسجد:- مسجد محلہ عالم گنج میں واقع ہے جو سطح زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد پر پہلے پختہ چھت تھی لیکن زلزلہ کے بعد قدیر خاں مرحوم نے چھت اتار کر ٹین کی چھت دلوادی۔ مسجد میں چار منارے ہیں۔ مسجد سے متعلق ایسی روایت ہے کہ اس کے بانی عبداللہ خاں مرحوم تھے اور مسجد کو بنے ہوئے تقریباً دو سو برس ہوئے ہوں گے مسجد آباد ہے۔

(۵) چوراہے کی مسجد:- اس مسجد کی تعمیر قاضی مخدوم عالم صاحب کے وقت میں ہوئی۔ مسجد کی تعمیر چوراہے کے اہل خیر اور مذہبی جذبات کے لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کی اور جذبۂ صادقہ کے ساتھ وہ اس فریضہ کو انجام دے رہے تھے۔ روپیہ نہ تھا لوگ غریب تھے، ضرورت چندے کی پڑی چنانچہ حاجی ابو محمد خاں چند افراد کے ساتھ خواجہ پورا کی ایک زمیندار عورت کے پاس گئے اور تعمیر مسجد کے لئے چندہ طلب کیا۔ فراخ دل عورت نے چندے سے روک دیا اور تمام اخراجات برداشت کرنے کا خود ذمہ لے لیا چنانچہ مسجد انہیں کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مصلیوں کی تعداد اس مسجد میں سب سے زیادہ رہتی ہے مسجد تقریباً سو برس پرانی بتائی جاتی ہے۔ یہ مسجد پھلواری میں واقع ہے۔

لیکن صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۵۵ فٹ لمبا اور ۱۸ فٹ چوڑا ہے
مسجد آباد ہے جو جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

(۴) قدیر خاں کی مسجد :۔ مسجد محلہ عالم گنج میں واقع ہے جو سطح زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد پر پہلے پختہ چھت تھی لیکن زلزلہ کے بعد قدیر خاں مرحوم نے چھت اُتار کر ٹین کی چھت دلوا دی۔ مسجد میں چار منارے ہیں۔ مسجد سے متعلق ایسی روایت ہے کہ اس کے بانی عبداللہ خاں مرحوم تھے اور مسجد کو بنے ہوئے تقریباً دو سو برس ہوئے ہوں گے مسجد آباد ہے۔

(۵) چوراہے کی مسجد :۔ اس مسجد کی تعمیر قاضی مخدوم عالم صاحب کے وقت میں ہوئی۔ مسجد کی تعمیر چوراہے کے اہل خیر اور مذہبی جذبات کے لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کی اور جذبۂ صادقہ کے ساتھ وہ اس فریضہ کو انجام دے رہے تھے۔ روپیہ نہ تھا لوگ غریب تھے، ضرورت چندے کی پڑی چنانچہ حاجی ابو محمد خاں چند افراد کے ساتھ خواجہ پورا کی ایک زمیندار عورت کے پاس گئے اور تعمیر مسجد کے لئے چندہ طلب کیا۔ فراخ دل عورت نے چندے سے روک دیا اور تمام اخراجات برداشت کرنے کا خود ذمہ لے لیا چنانچہ مسجد انہیں کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مصلیوں کی تعداد اس مسجد میں سب سے زیادہ رہتی ہے مسجد تقریباً سو برس پرانی بتائی جاتی ہے۔ یہ مسجد پھلواری میں واقع ہے۔

(۶) شبیر شاہ کی مسجد:- مسجد بحمد اللہ آباد ہے جو پٹنہ سیٹی میں واقع ہے۔ مسجد میں اس وقت صرف تین گنبد موجود ہیں جن میں سے دو زلزلہ سے شہید ہو گئے ہیں۔ مرکزی گنبد کافی بڑا ہے جس کے چاروں طرف حسین نقاشی کی گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض ۶۹ فٹ لمبا اور ۲۸ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۶۵ فٹ لمبا اور ۱۷ فٹ چوڑا ہے۔ یہ مسجد شبیر شاہ کی مسجد سے موسوم ہے۔

(۷) شبیر شاہ کی مسجد:- یہ مسجد بحمد اللہ آباد ہے جو کمہرار پٹنہ میں موجود ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور بارہ منارے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۴۵ فٹ ہے اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۵۱ فٹ لمبا اور ۲۴ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔

(۸) شیر شاہ کی مسجد:- یہ مسجد شیر پور پٹنہ میں آباد اور موجود ہے۔ یہاں پر ایک امیر عنایت صاحب رئیس شیر پور تھے جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کرائی۔ مسجد کو ناگہانی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا ہے۔ مسجد کی قدیم دیوار اب تک قائم ہے۔ ابتدائے زمانہ سے اُتر کا حصہ گر گیا۔ دکھن حصہ میں لوگوں نے کھپڑہ کی چھپر بنا کر مسجد کو آباد کیا ہے۔ یہ مسجد شاہ امام شاہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

(۹) چوہٹے کی مسجد:- یہ مسجد پٹنہ کالج کے پھاٹک بالمقابل

سڑک کے کنارے واقع ہے جو بحمداللہ نمازیوں سے آباد رہتی ہے مسجد دو منزلہ ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت کا علم نہیں ہو سکا۔ مسجد کی توسیع کی جارہی ہے

(۱۰) بیربہوڑ کی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ یونیورسٹی لائبریری کے ٹھیک بالمقابل واقع ہے جو بحمداللہ آباد ہے مسجد زمین سے کافی اونچائی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد میں دس منارے ہیں، گنبد نہیں ہے۔ مسجد دو منزلہ ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ہی دکھن جانب "داتا پیر" کی مزار ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کی پوری واقفیت نہیں ملتی ہے۔

(۱۱) رمنہ مسجد:۔ یہ مسجد محلہ رمنہ باغ میں واقع ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض ۴۲ فٹ لمبا اور ۱۳ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۳۸ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد میں گیارہ منارے ہیں، گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے احاطہ میں کئی "کچی" قدیم مزار ہیں۔ مسجد تقریباً دو سو برس قبل کی بتائی جاتی ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ نہیں ملتا ہے۔

(۱۲) دریاپور کی مسجد:۔ مسجد سے متعلق ایسی روایت سنی جاتی ہے کہ اس مسجد کو کسی عورت نے بنوایا تھا۔ قبل اس مسجد کی شکل تناتی گنبد نما تھی۔ مسجد کے احاطہ میں مزار میں بھری ہوئی تھیں ایک یا دو منسری کا درخت بھی تھا۔ آج سے کوئی ۵۰ برس قبل مولوی فضی احمد صاحب مرحوم نے مسجد کے برآمدے کی توسیع کراکر مزاروں کو پاٹ دیا اور مسجد کو دو منزلہ کیا۔ مسجد بحمداللہ

آباد ہے۔ مسجد کے بانی کا نام اور سن تعمیر کا صحیح علم نہیں ملتا ہے۔

(۱۳) درزی ٹولہ کی مسجد:- یہ مسجد محلہ درزی ٹولہ میں آباد اور موجود ہے۔ مسجد میں کوئی کتبہ نہیں ہے جس سے ظاہر ہو سکے کہ اس مسجد کے بانی کون تھے اور مسجد کب تعمیر ہوئی۔ مسجد کی بناوٹ سادہ اور مستحکم ہے۔

(۱۴) باغیچہ کی مسجد:- یہ مسجد محلہ گولکھ پور میں واقع ہے مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۲ فٹ لمبا اور ۹ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی ۳۲ فٹ اور چوڑائی ۱۸ فٹ ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے احاطہ میں پھول پیڑ پودے لگے ہوئے ہیں۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا علم کسی کو صحیح نہیں معلوم ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔

(۱۵) گولکھ پور کی بڑی مسجد:- یہ مسجد محلہ گولکھ پور میں ہی موجود اور بحمد اللہ آباد ہے۔ اس مسجد کے بانی یار مختار مرحوم بتائے جاتے ہیں مسجد کے سن تعمیر کا صحیح علم کسی کو نہیں ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۵ فٹ ۱۰ انچ ہے لیکن چوڑائی ۱۱ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۰ فٹ لمبا اور ۱۷ فٹ چوڑا ہے۔

(۱۶) طیب راج کی مسجد:- مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد میں تین گنبد ہیں، مرکزی گنبد پر نقاشی اور مینا کاری کی گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۳۳ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کے

فرش کی لمبائی ۳۲ فٹ اور چوڑائی ۱۶ فٹ ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا اندازہ لگانا مشکل ہے چونکہ مسجد میں کتبہ نہیں ہے۔

(۱۷) گرجی مسجد:۔ مسجد میں کتبہ نہیں ہے جس سے بانی مسجد اور تعمیر مسجد کا صحیح واقفیت ہو سکے۔ مسجد ایک منزل ہے جو آباد ہے مسجد کے احاطہ میں ہی ایک پختہ مزار بھی موجود ہے جو بیامنت شاہ رحؒ کی بتائی جاتی ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۰ فٹ اور چوڑائی ۱۱ فٹ ۸ اینچ ہے جبکہ صحن کا رقبہ ۲۹ فٹ لمبا اور ۱۴ فٹ چوڑا ہے۔

(۱۸) مسجد میٹھن پورا:۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۳ فٹ اور چوڑائی ۱۴ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۸ فٹ لمبا اور ۱۷ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں مرکزی محراب پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ محراب کے داہنے طرف اللہ نصر من اللہ وفتح قریب اور بائیں محراب کے اوپر ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر لکھا ہوا ہے۔ مسجد آباد ہے۔ مسجد کے بانی اور تعمیر سن کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔

(۱۹) کمک شاہ کی مسجد:۔ یہ مسجد حاجی گنج پٹنہ سیٹی میں بحمداللہ آباد اور موجود ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کے مرکزی محراب پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور افضل الذکر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۹ فٹ چوڑا اور ۳۲ فٹ لمبا ہے مسجد کا رقبہ ۳۰ فٹ لمبا اور ۲۱ فٹ چوڑا ہے مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں مسجد کی صحیح تاریخ کی واقفیت نہیں

ہو سکی ہے۔

(۲۰) کوتوالی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ کوتوالی تھانہ کے قریب سڑک کے کنارے واقع ہے مسجد قبل ایک منزل تھی لیکن بعد میں ضرورت کی بنا پر اس میں اضافہ کیا گیا۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۱۸ فٹ اور چوڑائی ۱۱ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۴۱ فٹ لمبا اور ۱۲ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ہی ایک پختہ مزار ہے جو مرزا شیخ امداد علی مرحوم کی بتائی جاتی ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کے متعلق کوئی صحیح واقفیت نہیں ملتی ہے۔

(۲۱) گنبدھی مسجد:۔ یہ مسجد محلہ صادق پور میں سڑک کے کنارے واقع ہے۔ اس مسجد کے بنانے والے محمد یوسف مرحوم تھے جو عطر کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ مسجد قدیم اور شکستہ حال نظر آتی ہے۔ مسجد کے صحن کی چھت ٹین کی ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے چار منارے ہیں۔ مسجد غیر آباد ہے۔ مسجد کے سن تعمیر کا علم نہیں ہو سکا۔

(۲۲) شاہ اکرم کی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ سیٹی میں واقع ہے جو ایک منزل ہے۔ مسجد میں کتبہ نہیں ہے جس سے تعمیر مسجد کے متعلق صحیح واقفیت ہو سکے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول وعرض ۱۷ فٹ لمبا اور ۹ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن کے فرش کی لمبائی ۱۹ فٹ لمبا اور ۸ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔

(۲۳) حاجی نثار کی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ سیٹی میں سڑک کے کنارے واقع ہے۔ مسجد کا محراب اور گیٹ لنگ موسٹی کا بنا ہوا ہے

جس پر بڑی حسین نقاشی پھول پتیاں اور بیل بوٹے کھودے ہوئے ہیں۔ یہ نقاشی مغل آرٹ سے ملتی ہوئی ہے۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کی لمبائی ۶۲ فٹ ہے اور ۱۹ فٹ چوڑائی ہے لیکن صحن مسجد کا رقبہ ۶۲ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ہی تین پختہ مزاریں ہیں۔ مسجد کے سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۲۴) بکسریا ٹولہ کی مسجد:۔ یہ مسجد سلطان گنج محلہ میں آباد اور موجود ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۳۲ فٹ اور چوڑائی ۶ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۱ فٹ لمبا اور ۱۲ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد میں چار منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا کوئی علم نہیں ہو سکا ہے۔

(۲۵) تراہے کی مسجد:۔ یہ مسجد محلہ درگاہ شریف میں بحمد اللہ آباد اور موجود ہے۔ مسجد زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کی لمبائی ۴۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۱۱ فٹ ہے۔ مسجد کے صحن کا رقبہ ۴۱ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد میں آٹھ منارہیں گنبد نہیں ہے۔ اس مسجد سے متعلق روایت یہ سنی جاتی ہے کہ اس مسجد کو منڈے کے پنچایت کمیٹی نے ڈیڑھ سو سال ہوا بنوائی تھی۔

(۲۶) جھوٹی مسجد:۔ یہ مسجد بھی محلہ درگاہ شریف میں ہی واقع ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے صحن کے بالائی جانب کلمہ طیبہ اور اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک۔ پھر کلمہ طیبہ اور آخر میں محمد رمضان میاں لکھا ہوا ہے۔ مسجد کی سن تعمیر ۱۳۸۱ھ ہے۔ مسجد

غیر آباد ہے۔

(۲۷) بڑی مسجد :۔ صادق پور محلہ میں بڑی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۱ فٹ اور چوڑائی ۱۳ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۳۰ فٹ لمبا اور ۱۴ فٹ چوڑا ہے۔ صحن میں ۲۵ مستحکم پائے ہیں۔ مسجد میں نہ تو منار ہے اور نہ ہی کوئی گنبد۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا علم نہیں ہو سکا ہے۔

(۲۸) مسجد گول گھر :۔ اس مسجد کی بنیاد ۱۸۲۶ء میں حضرت اسماعیل خاں مرحوم کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۴۲ فٹ اور چوڑائی ۹ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۲۹ فٹ لمبا اور ۵ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد آباد ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں۔ گنبد نہیں ہے۔ یہ مسجد گول گھر کے قریب واقع ہے۔

(۲۹) ناریل گھاٹ کی مسجد :۔ یہ مسجد داناپور میں اسی نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۵ فٹ اور چوڑائی ۱۰ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۱۹ فٹ اور چوڑائی ۱۰ فٹ ہے مسجد میں کتبہ نہیں ہے جس سے بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہو سکے۔

(۳۰) سرائے کی مسجد :۔ مسجد کو ناگہانی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا ہے جس سے وہ کھنڈر اور منہدم ہو گئی ہے۔ مسجد کی مرمت اور اسی میں اضافہ کا کام ہو رہا ہے۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے جو دو منزلہ ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے۔

(۳۱) قربان کی مسجد :- یہ مسجد داناپور محلہ لال کھوئی میں آباد اور موجود ہے۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ایک مدرسہ اور ایل۔ پی۔ اردو اسکول قائم ہے۔ مسجد کے متعلق کوئی صحیح واقفیت نہیں ہوسکی ہے۔ مسجد میں چار منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔

(۳۲) مسجد جمال شاہ :- یہ مسجد ویران ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ایک امام باڑہ اور قبرستان بھی ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۸ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۱۰ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے۔ مسجد کے سن تعمیر اور بنانے والے کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے۔

(۳۳) لال کھوئی کی مسجد :- مسجد اس نام سے موسوم ہے۔ مسجد میں کتبہ نہیں ہے جس سے بانیٔ مسجد اور تعمیر مسجد کا صحیح اندازہ ہوسکے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد آباد ہے۔

(۳۴) سلطان پور کی مسجد :- مسجد ایک منزلہ ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کے متعلق واقفیت نہیں ہوسکی ہے۔

(۳۵) چھوٹی مسجد :- یہ مسجد خواجہ کلاں محلہ میں واقع ہے۔ ناگہانی زلزلہ کی وجہ کر مسجد کھنڈر اور غیر آباد ہے۔ سن تعمیر اور بانیٔ مسجد کا کوئی علم نہیں ہے۔

(۳۶) نوری میاں کی مسجد :- یہ مسجد نگلہ میں واقع ہے جو بالکل شکستہ حال اور غیر آباد ہے۔ مسجد کے صحن کی چھت بٹن کی ہے۔ مسجد

کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۱۴ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۱۵ فٹ اور چوڑائی ۱۳ فٹ ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا کوئی علم نہیں ہو سکا ہے۔

(۳۷) آمنے سامنے کی مسجد:- یہ مسجد سڑک کے کنارے پٹنہ سیٹی میں آباد اور موجود ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۵ فٹ اور چوڑائی ۱۹ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۲۶ فٹ اور چوڑائی ۲۱ فٹ ہے۔ مسجد کب بنی اور اس کے بانی کون تھے، صحیح علم نہیں ہے۔

(۳۸) شاہی مسجد:- یہ مسجد خواجہ کلاں میں دریا کے کنارے بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد کی دیواریں مستحکم ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۵۵ فٹ اور چوڑائی ۱۹ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۵۶ فٹ اور چوڑائی ۱۷ فٹ ہے۔ مسجد کے احاطہ میں کئی پختہ مزار ہیں۔ مسجد کی سن تعمیر اور بانیٔ مسجد کے متعلق صحیح واقفیت نہیں ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔

(۳۹) آدھی گنبد والی مسجد:- گلزار باغ اسٹیشن کے قریب ہی یہ مسجد آباد ہے۔ مسجد کی شکل آدھ گنبد نما ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۱۹ فٹ اور چوڑائی ۱۸ فٹ ہے۔ مسجد کافی قدیم بتائی جاتی ہے مگر نہ تو بانیٔ مسجد اور نہ سن تعمیر کا صحیح اندازہ لگتا ہے۔

(۴۰) دادر منڈی کی مسجد:- مسجد میں کتبہ کے نہیں ہونے سے صحیح تاریخ کا پتہ نہیں چلتا کہ کس سن میں یہ مسجد تعمیر کرائی گئی اور اس کو بنانے والے کون تھے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۱۲ فٹ

اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۲۴ فٹ اور چوڑائی ۱۷ فٹ ہے۔ مسجد میں مدرسہ کا بھی نظم ہے۔

(۱۱) جنانی مسجد:۔ یہ مسجد کمہار کے قریب محلہ جیو پور دھاکی میں واقع ہے۔ مسجد کے داہنے جانب پیچھے کی طرف سنگ مرمر کے پتھر پر صاف لفظوں میں لکھا ہے "مسجد جن سال تعمیر لامعلوم" مسجد ایک منزل ہے جو غیر آباد ہے۔ مسجد کے بائیں جانب قبرستان اور باغیچہ ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ایک کچی قبر بھی موجود ہے۔

(۴۲) مغل کی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ سیٹی میں محلہ شاہ کی املی میں آباد ہے۔ مسجد کی چھت کو ناگہانی زلزلے سے کافی نقصان پہونچا تھا اور مسلم چھت گرگئی تھی لیکن دیواریں بچ گئیں۔ مسجد کی تعمیر نو اور مرمت کا کام عام چندہ سے ہوا۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۸ فٹ اور چوڑائی ۱۹ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۵۲ فٹ لمبا اور چوڑائی ۸ فٹ ہے۔ مسجد کی تعمیر اور بانی کی صحیح واقفیت نہیں ہوسکی ہے۔

(۴۳) صدر گلی کی مسجد:۔ مسجد کی بناوٹ سادہ اور مستحکم ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۵ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کی لمبائی ۲۶ فٹ اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے مسجد میں نماز اور آذان پابندی سے ادا کی جاتی ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہوسکی ہے۔

(۴۴) شگونہ کی مسجد:۔ یہ مسجد داناپور میں شگونہ کے

نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کی لمبائی ۲۰ فٹ اور چوڑائی ۱۴ فٹ ہے۔ وہیں مرکزی محراب پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ مسجد آباد ہے۔ مسجد سے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۵۴) مسجد خانقاہ چشتیہ :۔ یہ مسجد داناپور ہی میں آباد ہے مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۳۳ فٹ لمبا اور ۱۴ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا طول و عرض ۳۵ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ اس مسجد کے بانی حضرت شاہ سید مبارک رضوی تھے۔ سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۶۴) ڈراوس لین کی مسجد :۔ مسجد داناپور ہی میں موجود ہے۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کا رقبہ ۲۴ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا طول و عرض ۲۰ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد کب بنی اور اس کا بانی کون تھا نہیں کہا جا سکتا۔ مسجد کی تعمیر نو حاجی ستار داناپوری نے کروائی ہے۔

(۷۴) مسجد خانقاہ فیضیہ :۔ اس مسجد کو حضرت شاہ غلام حسین فیضیہ نے تعمیر کروائی تھی۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۲۵ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۳۰ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ یہ مسجد مارد گنج روڈ کے قریب ایک گلی میں ہے مسجد کے اندرونی کمرہ کے مرکزی محراب پر افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے مسجد کو نئے سرے سے مرمت کرا کر تعمیر نو کیا گیا ہے۔

(۴۸) مسجد خانقاہ عمادیہ :- یہ مسجد کچی مسجد کے نام سے موسوم تھی۔ خانقاہ عمادیہ کے آنے یا بنیاد سے قبل سے یہ مسجد قائم ہے۔ خانقاہ بننے کے بعد اس مسجد کی تعمیر نو مولانا حضرت شاہ ابرار الحق قدس سرہٗ نے ۱۲۹۸ھ میں پختہ کرائی اور مسجد کے صحن کو وسعت دی گئی۔ کچی دار کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا تھا کیونکہ اس میں جو نقوش ہیں وہ مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ پشت سے پختہ دیوار آنے کی وجہ کر دیوار کافی ضخیم ہو گئی۔ اسی بیچ دیوار میں حجرہ کی جگہ بنائی گئی اور پھر دوبارہ ۹۶ سال کے بعد مسجد کی چھت از سر نو تعمیر کی گئی اور منارے بلند کئے گئے۔ اس مسجد کے متعلق یہ بھی روایت چلی آرہی ہے کہ ایک بزرگ حضرت شاہ ابو بختیار علیہ رحمت یہاں شب و روز عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۴۲ فٹ اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۳۷ فٹ اور چوڑائی ۱۵ فٹ ہے اندرونی کمرہ کے مرکزی محراب پر عجیب و غریب نقاشی عکس ہے۔ مسجد میں کتبہ نہیں ہے جس سے بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہو سکے۔

(۴۹) ناصری گنج کی مسجد :- مسجد کی بناوٹ پرانے قاعدہ پر کی گئی ہے۔ مسجد کی دیواریں مضبوط اور مستحکم ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں ہی ناصر مرحوم صاحب کا مزار ہے۔ لوگوں کو ایسا خیال ہے کہ شاید وہی اس مسجد کے بانی ہوں گے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا

رقبہ ۳۳ فٹ لمبا اور ۱۱ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کا طول و عرض ۴۸ فٹ لمبا اور ۱۹ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد کے سن تعمیر کا اندازہ نہیں لگتا ہے۔ مسجد دو سو برس پرانی بتائی جاتی ہے۔

(۵۰) چھوٹی مسجد:۔ یہ مسجد بھی محلہ ناصری گنج میں ہی موجود ہے۔ اس وقت صرف مسجد کے اندرونی حصہ کا مرکزی محراب اور پچھم کی دیوار مسلم بچی ہوئی ہے۔ باقی حصہ منہدم اور کھنڈر ہو گیا ہے۔ ان دنوں اس مسجد پر ایک راجپوت کا ناجائز قبضہ ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا علم نہیں لگ سکا ہے۔

(۵۱) ویران مسجد:۔ یہ مسجد محلہ مارد گنج روڈ پر سڑک کے کنارے موجود ہے۔ مسجد کو قدرتی زلزلے سے کافی نقصان پہونچا ہے مسجد منہدم اور غیر آباد ہو گئی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض ۲۵ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ اس مسجد پر بھی غیر مسلموں کا ناجائز قبضہ ہو گیا ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا علم نہیں ہو سکا ہے۔

(۵۲) ترا ہے کی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ سیٹی کے ایک نامی محلہ شاہ املی میں موجود ہے۔ مسجد میں کتبہ ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ اس مسجد کے متعلق ایسی روایت ہے کہ مسجد کو مسٹر عزیز صاحب کے دادا مسٹر سعید صاحب مرحوم نے تعمیر کرایا تھا۔ مسجد کی چھت کی تعمیر نو ۱۹۵۵ء میں دوبارہ ہوئی۔ مسجد کے اندرونی کمرہ کا رقبہ ۲۳ فٹ لمبا اور ۱۱ فٹ چوڑا ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا رقبہ ۲۴ فٹ لمبا اور

۱۵ فٹ چوڑا ہے۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے۔

(۵۳) گردنی باغ کی مسجد:۔ مسجد ایک منزل ہے جو گردنی باغ روڈ نمبر ۱۹ پر بحمداللہ آباد اور موجود ہے۔ مسجد کو دیکھ کر دل پر رعب پڑتا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۹۲۳ء میں عطاء الحق صاحب نے کی تھی۔ مسجد کے احاطہ میں پھول اور باغ بھی لگے ہوئے ہیں جو دیکھنے میں خوش نما لگتے ہیں۔

(۵۴) شکیڈری کی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ ایروڈرام کے نزدیک ہے۔ مسجد سے متعلق ایسی روایت سنی جاتی ہے کہ اس مسجد کو تیغ علی خاں مرحوم نے بنوایا تھا۔ جن کا مزار مبارک مسجد کے احاطہ میں ہی ہے۔ مسجد ایک منزل ہے۔ حال ہی میں مسجد کی مرمت اور اضافہ کا کام ختم ہوا ہے۔ مسجد کی اپنی کوئی جاگیر نہیں ہے پھر بھی انتظام نہایت ہی عمدہ ہے

(۵۵) چٹ کوہڑہ کی مسجد:۔ مسجد ایک منزل ہے جو کافی چھوٹی ہے اس مسجد کو رئیس چٹ کوہڑہ معز الدین اشرف صاحب مرحوم نے بنوایا تھا۔ مسجد آباد ہے۔ مسجد میں چھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے مسجد کا اخراجات اس وقت الحاج عزیزالدین اشرف صاحب پورا کر رہے ہیں۔

(۵۶) اصلاح المسلمین کی مسجد:۔ یہ مسجد مدرسہ اصلاح المسلمین کے اندر موجود ہے۔ مسجد میں نہ تو منارے اور نہ ہی گنبد ہیں۔ مدرسہ کے طلبا ہی اس میں نماز ادا کرتے ہیں۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۵۷) شاہ گنج کی بڑی مسجد:۔ مسجد کو دوبارہ نئے طور پر مرمت کرایا گیا ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ آٹھ منارے ہیں۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔ مسجد آباد ہے۔

(۵۸) چھوٹی مسجد:۔ مسجد محلہ شاہ گنج میں ہی موجود ہے مسجد آباد ہے جہاں مدرسہ کا نظم بھی زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔ مسجد کی دیواریں مستحکم اور ضخیم ہیں۔ مسجد کے بانی کے متعلق واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۵۹) چھوٹی مسجد:۔ یہ مسجد پٹنہ ٹریننگ اسکول کے قریب ہی سڑک کے کنارے آباد ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کی دیواریں کافی قدیم دکھائی پڑتی ہیں۔ مسجد کے متعلق ایسا کہا جاتا ہے کہ بدری تاجر نام کے ایک شخص نے اس مسجد کی بنا ڈالی تھی۔ سن تعمیر کا علم نہیں ہو سکا۔

(۶۰) چھوٹی مسجد:۔ یہ مسجد محلہ شاہ ارزاں میں آباد اور موجود ہے۔ مسجد کی حالت خستہ ہو رہی ہے جو دیکھنے میں منہدم اور اُجڑی سی لگتی ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے

(۶۱) ابلیٹ صاحب کی مسجد:۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں ایک پختہ مزار ہے جو ابلیٹ صاحب مرحوم کی بتائی جاتی ہے۔ مسجد کے بانی مرحوم صاحب ہی تھے جنہوں نے مسجد کو ۱۲۸۲ھ میں تعمیر کرایا تھا۔

(۶۲) چھوٹی مسجد:۔ یہ مسجد محلہ نن بنہاری میں ہے۔ آباد ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ

میں مرکزی محراب پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۶۳) جامع مسجد:- یہ مسجد محلہ میر شکار ٹولہ میں واقع ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلہ سے شدید نقصان پہونچا تھا اس لئے دوبارہ نئے طور پر مسجد کی مرمت اور اس کا اضافہ کیا گیا۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں مل سکی ہے۔ مسجد کے احاطہ میں مجاہدین اسلام کی قبریں ہیں جنہوں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے اپنی جانیں تک کو قربان کر دیا تھا۔

(۶۴) ویران مسجد:- یہ مسجد مینن گھاٹ میں موجود ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا ہے۔ مسجد کے دیوار کا کچھ ہی حصہ باقی ہے۔ مسجد کی دیوار دیکھنے میں کافی قدیم معلوم پڑتی ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا علم کسی کو صحیح معلوم نہیں ہے۔

(۶۵) جامع مسجد:- یہ مسجد حضرت ملا مبین کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے نیچے انڈر گراؤنڈ کمرہ بنا ہوا ہے۔ جہاں گرمی کے موسم میں نماز ادا کیا جاتا ہوگا۔ مسجد کی دیواروں کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد زمانہ قدیم کی ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں مسجد کی تعمیر نو اور مرمت واضافہ کا کام ۱۳۶۰ھ میں مکمل ہوا۔ مسجد کے احاطہ میں پختہ قبریں ہیں۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔

(۶۶) چھوٹی مسجد:- یہ مسجد محلہ گورہٹہ میں سڑک کے کنارے

ہی واقع ہے۔ مسجد زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کے صحن میں کتبہ نصب ہے مگر وہ پڑھا نہیں جاتا۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۶۷) سنار ٹولی کی مسجد:۔ مسجد آباد ہے۔ مسجد میں آٹھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد میں کئی کمرہ ہے جس سے مسجد کا اخراجات پورا ہوتا ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت معلوم نہیں ہو سکی۔

(۶۸) شیش محل کی مسجد:۔ مسجد ایک منزل ہے، جس کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا کتبہ نصب ہے۔ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر ۱۲۶۴ھ میں ہوئی تھی۔ مسجد غیر آباد ہے پھر بھی مسجد کی صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ مسجد محلہ میتن گھاٹ میں ہی واقع ہے۔

(۶۹) ویران مسجد:۔ مسجد محلہ میتن گھاٹ میں ہی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی مکمل چھت گر گئی ہے، مسجد خام ہے۔ زمانہ سے مسجد کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا جس سے ویران اور غیر آباد ہو گئی ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔

(۷۰) ویران مسجد:۔ یہ مسجد دیکھنے میں زمانہ قدیم کی لگتی ہے مسجد سے متعلق ایسی بات کہی جاتی ہے کہ حضرت مخدوم منعم پاک جب دہلی سے عظیم آباد کو تشریف لاتے تو اسی مسجد میں قیام فرماتے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت رکن الدین عشق جب تشریف فرما ہوئے تو یہ بھی اسی مسجد میں قیام پذیر ہوئے۔ مخدوم منعم پاک یہاں سے [illegible]

کی مسجد میں چلے گئے اور حضرت عشق نے یہیں پر قیام کیا۔ یہ مسجد اہل تشیع کے نام بھی مشہور ہے۔ مسجد کے باہر دو مزار مبارک موجود ہیں جن کے پتھر سنگ موسیٰ کے ہیں۔ بانی مسجد اور سن تعمیر مسجد کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

(۱) رکن الدین عشق کی مسجد:۔ مسجد ایک منزل ہے جس میں چھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ صحن مسجد میں حضرت رکن الدین عشق کا آستانہ مبارک ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا علم کسی کو نہیں ہے۔

(۲) ویران مسجد:۔ یہ مسجد حاجی گنج میں محلہ لنگور گلی کے بائیں موڑ پر ہے۔ اس مسجد پر ایک غیر مسلم گوالے کا قبضہ ہو گیا ہے۔ مسجد کے گنبد کا کلس سونے کی طرح چمکتا ہے۔ مسجد کے صحن میں سیاہ پتھر پر کندہ کیا ہوا کتبہ نصب ہے مگر اونچائی پر ہونے کی وجہ کر پڑھا نہیں جاتا ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی۔

(۳) مسجد تبن پولیا:۔ ابتدا میں یہ مسجد خام تھی جس کو مسٹر عزیز صاحب نے مرمت کرایا تھا۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے، آٹھ منارے ہیں۔ مسجد ایک منزل ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۴) گائے گھاٹ کی مسجد:۔ یہ مسجد اب رہائش گھر بن گیا ہے جس پر ایک غیر مسلم کا ناجائز قبضہ ہے۔ مسجد کی پچھمی اور دکھنی دیواریں اور گنبد صاف نظر آتا ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر سے متعلق کوئی بھی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۵) بیوا گنج کی مسجد:- یہ مسجد ایک منزل ہے جو سڑک کے کنارے آباد ہے۔ مسجد سے متعلق ایسی روایت ہے کہ اس مسجد کو ولائتی نام کی عورت نے بنوایا تھا۔ سن تعمیر کی جانکاری نہیں ہو سکی ہے۔

(۶) پیر دائس کی مسجد:- یہ مسجد محلہ عالم گنج میں ایک گلی کے اندر داخل ہونے کے بعد ملتی ہے۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد کی دیواریں اور ان کی بناوٹ سادہ اور مستحکم ہیں۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت کسی کو نہیں ہے۔

(۷) مچھوا ٹولی کی مسجد:- یہ مسجد پیر دائس کی مسجد سے قریب ہی دریا کے کنارے بنائی گئی ہے جو بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد ایک منزل ہے۔ مسجد کا پشتہ بہت مستحکم اور پائیدار ہے جو شاہی وقت اور شاہی نما انداز کی بنی ہوئی ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

(۸) پٹھان ٹولی کی مسجد:- یہ مسجد محلہ عالم گنج میں ہی واقع ہے جو بحمد اللہ آباد ہے۔ مسجد کو بنے ہوئے تقریباً دو سو برس بتایا جاتا ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح جانکاری نہیں ہو سکی۔

(۹) مقبرہ کی مسجد:- مسجد ایک منزل ہے جو بحمد اللہ آباد ہے مسجد کے بانی حکیم نجو صاحب مرحوم بتائے جاتے ہیں۔ سن تعمیر کی صحیح واقفیت نہیں ہو سکی تھی۔

گھیرے کی مسجد:- مسجد کافی قدیم بتائی جاتی ہے جو ایک منزل ہے اور بحمد اللہ آباد ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر مسجد کا صحیح علم نہیں ملتا۔

(۸۱) چھوٹی مسجد:۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے جو چھوٹے قبرے مسجد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر مسجد کی واقفیت نہیں ملتی ہے۔ بہادر خاں نام کے ایک شخص نے اس مسجد کی توسیع اور خدمت میں کافی نمایاں حصہ لیا تھا وہ اس مسجد کے متولی بھی رہے۔

(۸۲) کنکھاٹ تلے کی مسجد:۔ یہ مسجد محلہ سکری گلی پٹنہ سیٹی میں واقع ہے۔ مسجد کو لوگوں نے رہائشی مکان بنالیا ہے۔ مسجد کے دیواروں کو ناگہانی زلزلہ سے کافی نقصان پہونچا ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کی صحیح جانکاری نہیں ہو سکی ہے۔ یہ مسجد اہل تشیع کی بتائی جاتی ہے۔

(۸۳) بھنگری گھاٹ کی مسجد:۔ مسجد ایک منزلہ ہے جس کے بنانے والے اور سن تعمیر کی جانکاری کسی کو معلوم نہیں ہے۔ مسجد کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد بہت پرانی ہے۔ یہ مسجد محلہ عالم گنج میں واقع ہے۔

(۸۴) بنگال ٹولہ کی مسجد:۔ یہ مسجد آباد ہے۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کی صحیح جانکاری کسی شخص کو نہیں ہے۔ محلہ مسلمانوں سے گنجان ہونے کی وجہ کر مسجد مقتدیوں سے بھری رہتی ہے۔

(۸۵) گوڑ منڈی کی مسجد:۔ مسجد منہدم اور کھنڈر ہو گئی تھی جو گنگا پل بننے کے دوران شہید کر دی گئی۔ مسجد کے بانی اور سن تعمیر کس نے کروائی کہنا مشکل ہے۔

(۸۶) گلزار باغ کی مسجد:۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر
بنائی گئی ہے جو بحمد اللہ آباد ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح جانکاری
ہمیں نہیں مل سکی۔ مسجد کی دیوار مستحکم اور مضبوط ہے۔

(۸۷) سبیٹی ہسپتال کی مسجد:۔ مسجد سڑک کے کنارے ہے جس
کی بناوٹ سادہ ہے۔ مسجد کے صحن کی چھت ٹین کی ہے۔ مسجد میں چار
منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ مسجد کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد
کی بنا ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے۔ سن تعمیر اور بانی مسجد کا علم
ہمیں نہیں ہو سکا۔

(۸۸) چھم دروازہ کی مسجد:۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی
پر بنائی گئی ہے۔ مسجد کی مرمت عرصہ دراز سے نہیں ہوئی تھی۔ ادھر حال
ہی میں مسجد کی تعمیر نو کی گئی ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ
لگانا آسان نہیں ہے۔

(۸۹) مسجد پاتو کی باغ:۔ مسجد سطح زمین سے کافی اونچائی پر
بنائی گئی ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے جو محلہ پاتو کی باغ میں واقع
ہے۔ مسجد میں گنبد ہیں منار نہیں ہے۔ مسجد کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا
ہے کہ یہ ایک قدیم مسجد ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ لگانا مشکل
ہے۔

(۹۰) چھوٹی مسجد:۔ یہ مسجد سڑک کے کنارے ہے جو سطح زمین
سے اونچائی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد میں کتبہ نہیں ہے جس سے اندازہ
لگایا جائے کہ تعمیر کب ہوئی اور کس شخص نے کروائی۔ مسجد کے متعلق

ایسی روایت سنی جاتی ہے کہ کسی انگریز مسلمان نے اس کی تعمیر کرائی
یہ مسجد گورہٹہ کی چھوٹی مسجد سے مشہور ہے۔

(۹۱) بڑی مسجد:۔ یہ مسجد محلہ سلطان گنج تھانہ کے بالمقابل ایک گلی میں واقع ہے جو دو منزلہ ہے۔ مسجد میں مرمت اور اضافہ کا کام ادھر حال ہی میں کیا گیا ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ لگانا مشکل امر ہے۔ مسجد میں گنبد اور منارہ نہیں ہے۔

(۹۲) بولی کی مسجد:۔ یہ مسجد پھلواری شریف کے ایک محلہ بولی میں واقع ہے۔ محلہ کے چند لوگوں نے اس مسجد کو تعمیر کرایا تھا۔ امتداد زمانہ سے اور مسلمانوں کی بے توجہی سے مسجد منہدم ہو گئی اور کھنڈر بن گئی قریب ہی مدت ہوئی کہ کچھ مسلمانوں میں دوبارہ احساس پیدا ہوا اور انہوں نے عام چندے سے اس مسجد کی مرمت کرایا۔ بحمد اللہ اب مسجد نئی ہے۔ کچھ نمازی کبھی کبھی اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ اس کی آبادی مقتدیوں سے بڑھائے اور اسے بارونق بنا دے (آمین)

(۹۳) عیسےٰ پور کی مسجد:۔ یہ مسجد پھلواری شریف سے قریب ہی ایک چھوٹے سے قصبہ میں بحمد اللہ آباد ہے۔ اس مسجد کو شمس الحق صاحب نے تعمیر کروایا تھا اور محلہ کے اہل خیر حضرات نے ان کی مدد بھی فرمائی۔ مسجد کو بنے پچاس برس ہوئے ہوں گے۔

(۹۴) بی بی شرفو کی مسجد:۔ مسجد سڑک کے کنارے واقع ہے جو غیر آباد ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۲۴ فٹ اور چوڑائی ۱۶ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا رقبہ ۳۲ فٹ اور چوڑائی ۱۹ فٹ ہے۔ مسجد کی اپنی [illegible]

جائیداد اور زمین تھی جسے غیر مسلموں نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

(۹۵) بڑی مسجد :- یہ مسجد چریاں ٹال پل پار کرنے کے بعد نظر آتی ہے۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد میں چھ منارے ہیں گنبد نہیں ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

(۹۶) چھوٹی مسجد :- یہ مسجد محلہ چریاں ٹال کے ہی ایک گلی میں آباد اور واقع ہے۔ مسجد ایک گنبد والی مسجد سے بھی موسوم ہے مسجد میں مدرسہ کا عمدہ انتظام ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا علم نہیں چل سکا۔

(۹۷) چھوٹی مسجد :- یہ مسجد محلہ آنند بازار داناپور میں بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد میں کتبہ ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کی لمبائی ۳۲ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کے فرش کا طول و عرض ۱۰' × ۲۹ ہے۔ بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

(۹۸) شیعہ مسجد :- یہ مسجد محلہ بانکی پور میں واقع ہے۔ مسجد کے صحن میں کتبہ نصب ہے جس سے نہ تو بانیٔ مسجد کا پتہ چلتا ہے اور نہ سن تعمیر کا ہی کچھ اندازہ ملتا ہے۔ مسجد میں تین گنبد اور آٹھ منارے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا طول و عرض ۱۲ × ۲۸ ہے جبکہ صحن مسجد کی لمبائی ۴۵ فٹ اور چوڑائی ۲۱ فٹ ہے۔ مسجد میں امام باڑہ بھی ہے اور ساتھ ہی مسجد کے احاطہ میں پختہ قبریں بھی ہیں

یہ مسجد کشن صاحب کی مسجد سے مشہور و معروف ہے۔

(۹۹) چھوٹی مسجد:- یہ مسجد محلہ خزانچی روڈ پر سڑک کے کنارے بحمداللہ آباد اور موجود ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے بلکہ چار منارے ہیں۔ مسجد ایک منزل ہے جس کی بناوٹ بالکل سادہ ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا ہے۔

(۱۰۰) چوک کی مسجد:- یہ مسجد سیٹی پڑاؤ چوک کے قریب واقع ہے۔ مسجد ایک منزل ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔ مسجد کی بناوٹ سادہ ہے۔ مسجد کو ناگہانی قدرتی زلزلہ سے شدید نقصان پہونچا تھا جس کی وجہ کر بعد میں اس کی مرمت نئے طور پر کی گئی۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے۔ بانی مسجد اور سن تعمیر کی واقفیت نہیں ہو سکی ہے۔

ان مسجدوں کے علاوہ پٹنہ میں مکھنیا کنواں کی مسجد، ڈیٹنری کالج کی مسجد، اقبال ہوسٹل کی مسجد اور کنکڑ باغ کالونی کی نئی تعمیر کردہ مسجد کا بھی اپنا ایک الگ مقام ہے۔

آثار منیر شریف

منیر شریف صوبہ بہار میں ایک تاریخی اور متبرک مقام ہے جو آٹھ سو برس سے بڑے بڑے علمائے عظام و صوفیائے کرام کا مسکن رہا ہے۔ یہ قصبہ پٹنہ سے ۱۹ میل دور پچھم کی طرف بسا ہوا ہے۔

منیر پر بعلبک کے حملے کے بعد راجہ منیر کے عہد حکومت میں وہاں ایک مسلمان بزرگ حضرت مومن عارفؒ کے قیام اور تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے۔ حضرت مومن عارفؒ منیر میں آباد ہونے والے سب سے پہلے مسلمان تھے۔ لیکن تذکرہ نویسوں اور مورخوں نے یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ آپ وہاں کیسے پہونچے اور کہاں سے پہونچے۔ حضرت مومن اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں منہمک رہا کرتے تھے۔ مقامی باشندوں میں اسلام کی طرف جھکاؤ دیکھ کر راجہ منیر کو خطرہ محسوس ہوا اور اسی وجہ سے وہ آپ کو طرح طرح سے تنگ کرنے لگا۔ جیسا کہ کتابوں میں درج ہے۔ امام تاج فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت دی کہ منیر جاکر اس بزرگ کی مدد فرمائیں۔ اس طرح پتہ چلتا ہے کہ مومن عارفؒ پہلے بزرگ تھے جو منیر میں آباد ہوئے اور اس دیار میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔ امام تاج فقیہہؒ مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت کو لے کر بیت المقدس سے ہندستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب راجہ منیر کو ان کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو وہ منیر چھوڑ کر بھاگ گیا لیکن راستہ میں مارا گیا۔

امام تاج فقیہہ نے اپنے تین بیٹوں حضرت شاہ اسرائیل
حضرت شاہ اسماعیل اور حضرت شاہ عبدالعزیز کو یہاں چھوڑ دیا اور
اشاعت اسلام کی تلقین و ہدایت فرماکر خود بیت المقدس لوٹ
گئے۔ حضرت شاہ اسرائیل کے دو لڑکے ہوئے۔ حضرت شاہ یحییٰ منیری
اور دوسرے حضرت شاہ مظفر رح۔ شاہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے
منیر کی ساری جائیداد چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ حضرت یحییٰ
منیریؒ کا وصال ۶۹۰ھ میں ہوا۔ آپ ہی کے وقت میں منیر میں
خانقاہوں کا باضابطہ قیام عمل میں آیا۔ بابر بھی شاہ یحییٰ منیریؒ کی بارگاہ
میں حاضری دینے کے لئے آیا تھا جس کا ذکر روزنامچہ اور تاریخ
فرشتہ میں ملتا ہے۔ چنانچہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے خطۂ بہار میں
اسلام و ایمان کی روشنی پھیلی اور یہاں کے صوفیا و مشائخ نے اپنے فیوض
و برکات سے بلا تفریق و مذہب و ملت سبھوں کو امن و محبت، خیر
سگالی اور مساوات کا پیغام دیا ہے۔ آج بھی حضرت مخدوم شرف الدین
یحییٰ منیریؒ کے عرس میں سینکڑوں ہندو اور مسلمان انتہائی احترام و
عقیدت سے شریک ہوتے ہیں۔

(صوفی منیری و آثار منیر)

منیر شریف کی مسجدیں

مسجد خانقاہ:۔ اس کے بانی حضرت مخدومؒ کے بڑے صاحبزادے مخدوم جلیل الدین احمد منیریؒ ہیں۔ آپ نے ساتویں صدی میں اس کی بنیاد رکھی۔ پھر دوسری بار سنہ ۹۰۱ھ میں بنی پھر تیسری بار سنہ ۱۳۵۳ھ میں تعمیر ہوئی جس کا کتبہ چسپاں ہے۔

مسجد بر مزار اقدس حضرت سیدنا مخدوم شاہ احمد یحیٰ منیری قدس سرہٗ اس کی بنیاد حضرت امام تاج محمد فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ نے چھٹی صدی ہجری میں رکھی تھی جس کی تیسری تعمیر سنہ ۱۲۱۱ھ میں ابراہیم خاں کاکڑے کی۔ کتبہ لگا ہوا ہے۔

مسجد بمقام شاہ روضہ بر مزار اقدس حضرت مخدوم شاہ رکن الدین منیری تھے۔ چھوٹی مسجد ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔

مسجد ڈھائی کنگرہ:۔ یہ مسجد ساتویں صدی کی ہے۔ صحن مسجد میں مزار حضرت مخدوم جلال الدین منیریؒ ابن حضرت عبدالعزیز منیریؒ ابن حضرت مخدوم امام محمد تاج فقیہہؒ کا ہے۔ یہ چھوٹی مسجد ہے۔ اس میں چھت نہیں ہے۔ مختصر سا صحن ہے۔

مسجد روضہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ۔ یہ مسجد روضہ کے ساتھ سنہ ۱۰۲۸ھ میں مکمل ہوئی۔ کتبہ مسجد کے صحن میں نصب کیا ہوا ہے۔

درگاہ شریف کے قریب سڑک کے کنارے تنگر قلی خاں بدخشی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے مزار سے متصل ہے

یہ مسجد گیارہویں صدی کی ہے۔

جامع مسجد مولانا عبدالشکور بنیری۔ کتبہ صحن مسجد میں لگا ہوا ہے، مسجد کافی کشادہ ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔

مسجد اندرون احاطہ جناب شاہ نعیم الحق صاحب منیری۔ یہ مسجد غالباً تیرہویں صدی کی بتائی جاتی ہے۔

مسجد بہ مکان خان صاحب قمرالدین جبین خاں بنیری۔ اس کے بانی ہدایت علی خاں صاحب مرحوم تھے۔ کتبہ لگا ہوا ہے۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے جس کا آخری شعر یہ ہے ے

بگو با سر اخلاص خانہ خدا　　　خدایا نگہدار بنیاد را

مسجد مولوی گوہر علی صاحب ڈپٹی نئی بنیر بستی میں سڑک کے کنارے ہے۔ مسجد چھوٹی ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔

مسجد ضمیر گنج بازار :۔ بنیر تھانہ سے کچھ دور دکھن شاہراہ سے :: چھم خوبصورت مسجد پروفیسر حافظ شمس منیری مرحوم کی بنا کردہ ہے قطعہ تاریخ سنگ مرمر پر کندہ کیا ہوا ہے۔

ہر چند خیال مجھکو سو بار ہوا　　　تعمیر پہ والدہ کا اصرار ہوا

مسجد بنی تو اس کی برکت سے شمس　　　آباد ضمیر گنج بازار ہوا

۱۳۵۱ھ

کتبہ مورخہ ۹۸۰ھ منیر شریف

بحمداللہ کہ در عہد شہ انجب — شہہ محمود سلطان مہذب
بہیں مسجد کہ بد بانیٔ اوّل — جلیلُ الحق ز اقطاب مقرب
چو حماد خطیر بو زبیر است — عمارت کرد باز از سر مرتب
ز ہجرت ہشتصد ہشت دنود بود — بعصمت دار بنیادش تو یارب

۹۸۰ھ

خدا کی تعریف ہے پاکیزہ بادشاہ کے زمانہ میں یعنی شاہ محمود مہذب کے زمانہ میں بہترین مسجد کہ اس کا پہلا بانی تھا جلیل الحق مقرب قطبوں میں سے حماد بو زبیر کے مانند ہیں عمارت کو نئے سرے سے مرتب کرائی۔

۹۸۰ ہجری

اس مسجد کے اول بانی حضرت مخدوم شاہ جلیل الدین احمد منیری قدس سرہٗ آٹھویں صدی، تھے۔ بناء دوم بانی حماد خطیر ابو زبیر در عہد سلطان محمود کتبہ سنہ ۹۸۰ ہجری۔ اوپر کا یہ کتبہ ایک مزار پر نصب ہے جس کی لمبائی ایک فٹ ۲ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔ اس مسجد کی تیسری تعمیر سنہ ۱۳۵۳ ہجری میں ہوئی جس کا کتبہ سفید سنگ مرمر کا ہے جو صحن مسجد کے مرکزی محراب کے اوپر جانب چسپاں ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۱۴ھ منیر شریف پٹنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خوش آنکس کاندریں دار فنا — تخم احسان کاشت در کشت بقا
خاصہ کو کردہ بنائے مسجدے — بر طریق کعبہ بیت الہدیٰ

ہمچنیں برمرقد سلطان دیں | شیخ یحیٰی سرگردہ اولیا
ساخت ابراہیم خاں کانکر ز دل | مسجدی عالی بنا بہر خدا
بندہ عاصی چو در تاریخ آں | جستجو بنمود و مینبرد دست و پا
ناگہاں در گوش ہوش او سروش | بہر ایں دارالامان دوسرا
گفت ایں مصرع از الہام غیب | کرد ابراہیم بیت اللہ بنا

۱۰۱۴ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد اور نہایت رحم والا ہے۔
کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے اس فنا کے گھر میں احسان کا بیج یوبابقا کے کھیت میں
خاص کر وہ شخص جس نے مسجد کی بنیاد رکھی خانہ کعبہ کے طریقہ پر جو رہنمائی کا گھر ہے۔
اسی طرح دین کے بادشاہ کے خواب گاہ پر یعنی شیخ یحیٰی جو اولیا کے گروہ کے سردار ہیں ان کے مزار پر ابراہیم خاں کانکر نے دل سے ایک بلند مسجد بنائی خدا کے لئے۔ بندہ عاصی نے جب اس کی تاریخ میں غور وفکر کی اور ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اچانک اس کے گوش وحوش میں فرشتہ غیب نے دو جہاں کے اس دارالامان کے لئے یہ مصرع کہا۔ غیب کے الہام سے کہ ابراہیم نے بیت اللہ کی بنا رکھی۔

۱۰۱۴ھ

یہ کتبہ بڑی درگاہ کی مسجد کے سائبان میں نصب کیا ہوا ہے کتبہ کی لمبائی ایک فٹ چھ انچ اور چوڑائی دو فٹ ہے۔ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسجد کو ابراہیم خاں کانکر نے بنوایا تھا۔ یہ مسجد بر روضہ اقدس حضرت قطب الاقطاب مخدوم شاہ یحیٰی منیری قدس سرہٗ سے

مشہور و معروف ہے۔ بنا اول بدست حضرت امام محمد تاج فقیہہ ہاشمی قدس سرہٗ بنا دوم بدست حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری قدس سرہٗ بنا، سوم بدست حضرت ابراہیم خاں کانکر صوبہ دار گجرات ۱۱۰۳ھ ہجری

کتبہ مورخہ ۱۱۰۳ھ منیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکر ایزد کو کہ از چون و چرا بیرون ست نام
کز سپاس او شود فرخندہ دل شیریں کلام

مولوی عبدالشکور از واصلان حق بگو
پیشوائے راہ دیں بود طریقت را امام

مسجدی آں مولوی افتادہ بود کہنہ جائے
کرد ابراہیم خاں از نو بنایش انتظام

علوی نسل قریشی از خانخانان بن کبیر
شد حصار از مولد او در جہاں فرخندہ نام

در زمان شاہ عالم گیر غازی دین پناہ
عادل و کشور کشا فرمان روائے روم و شام

کرد مسجد را بنائے نیک از صدق و یقیں
از برائے سجدہ طاعت خدائے پاک نام

چوں مرتب شد ز دل پرسیدم از تاریخ او
گفت از تاریخ او شد مسجد بیت الحرام

۱۱۰۳ ہزار و یکصد و سہ ہجری

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اللہ کا شکر ہے کہ اس کی ذات چوں و چرا سے باہر ہے جس کے شکر سے مبارک
دل شیریں کلام ہوتا ہے۔ مولوی عبدالشکور حق کے ملنے والوں میں سے تھے
جو دین کے راستے کے پیشوا اور طریقت کے امام تھے۔ ان مولوی کی مسجد گری
ہوئی تھی اور پرانی جگہ تھی۔ ابراہیم خاں نے از سرِ نو اس کی بنیاد کا انتظام کیا
قریش علوی نسل خانخاناں ابن کبیر سے ان کی پیدائش سے حصار کا نام روشن ہوا۔
عالمگیر دین پناہ غازی بادشاہ کے زمانہ میں۔ انصاف اور ملک فتح کرنے
والے روم و شام کے حکمراں۔ سچائی اور یقین سے پاک بنیاد مسجد کی کیا
پاک نام خدا کی بندگی کے سجدہ کے لئے ہے۔ جب مرتب ہوئی تو دل سے
میں نے سوال کیا اس کی تاریخ کے بارے میں کہی اس کی تاریخ تو بیت الحرام ہوا

سال ایک ہزار ایک سو تین سنہ ۱۱۰۳ھ

یہ کتبہ جامع مسجد کے محراب کے اوپر لگا ہوا ہے۔ کتبہ کا طول و عرض
۲'x۱'-۵" ہے۔ مسجد سطح زمین سے کافی بلندی پر بنائی گئی ہے۔ مسجد
کی عمارت عالیشان ہے جس کو دیکھ کر دل پر اچھا خاصا اثر پڑتا ہے۔ مسجد
کے صحن کا رقبہ ۵۶ فٹ لمبا اور ۲۷ فٹ چوڑا ہے جبکہ مسجد کے اندرونی
حصہ کی لمبائی ۵۲ فٹ اور چوڑائی ۲۴ فٹ ہے۔ مسجد کی اونچائی ۲۱ فٹ ہے
مسجد میں آٹھ منارے ہیں۔

مسجد کے احاطہ میں ہی حضرت مولانا عبدالشکور بنیری رحمۃ اللہ علیہ
کی بچہ مزار واقع ہے۔ آپ حضرت مولانا عبدالرشید جونپوری کے مرید
تھے اور بعد میں خلیفہ بھی ہوئے۔ اس مسجد کی سنہ بارہ تعمیر ۱۲۸۳ھ

میں ممبر خادم علی بنیری نے کی جس کا کتبہ مدینہ منورہ سے کندہ ہو کر آیا تھا۔

کتبہ مورخہ ۱۲۸۳ھ بنیر شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبدالشکور ساختہ بنیاد اول بیں | بار دگر نمودہ براہیم خاں بنا
بس خادم علی کہ رئیس است در بنیر | از آل مصطفیٰ ونژاد اولاد مرتضیٰ
تعمیر کرد بار سوم مسجد کہن | شد قبلہ ہر کعبہ پرستان باصفا
بنمود فکر در سن تاریخ او بشیر | ہاتف بدیہہ گفت زہے خانہ خدا

ایں سنگ از مدینہ طیبہ کندہ کنا بندہ آوردہ شد یک ہزار دو صد و ہشتاد و سہ ۱۲۸۳ھ۔

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

عبدالشکور نے پہلی بنیاد رکھی | دوسری بار ابراہیم خاں نے بنائی

اس کے بعد خادم علی جو بنیر کے رئیس ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ اور حضرت علی کی اولاد میں ہیں اس پرانی مسجد کی تعمیر کی اور یہ اخلاص پیش کیا کعبہ پرستوں کے لئے قبلہ بن گیا بشیر نے اس کی تاریخ کی فکر کی تو فرشتہ غیب نے فوراً کہا زہے خانۂ خدا

یہ پتھر مدینہ طیبہ سے کھدوا کر لایا گیا۔

یہ کتبہ جامع مسجد کے سائبان میں نصب ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۲ فٹ لمبا اور ایک فٹ دو انچ چوڑا ہے۔ مسجد عبداللہ آباد ہے۔ کتبہ سے پہلی مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا صحیح علم ہوتا ہے۔ تیسرا کتبہ مسجد کے اندرونی حصہ میں محراب کے اوپر سیاہ پتھر پر کندہ ہے۔

میں ببر خادم علی ببنیری نے کی جس کا کتبہ مدینہ منورہ سے کندہ ہو کر آیا تھا۔

کتبہ مورخہ ۱۲۸۳ھ بنیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد الشکور ساختہ بنیاد اولیں ۔۔۔ بار دگر نمودہ براہیم خاں بنا
بس خادم علی کہ رئیس است در بنیر ۔۔۔ از آل مصطفیٰ و زاولادِ مرتضیٰ
تعمیر کرد بار سوم مسجد کہن ۔۔۔ شد قبلہ بہر کعبہ پرستانِ باصفا
بنمود فکر در سن تاریخ او بشیر ۔۔۔ ہاتف بدیہہ گفت نہے خانہ خدا

ایں سنگ از مدینہ طیبہ کندہ کنا بندہ آوردہ شد یک ہزار دو صد و ہشتاد و سہ ۱۲۸۳ھ۔

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
عبد الشکور نے پہلی بنیاد رکھی ۔۔۔ دوسری بار ابراہیم خاں نے بنائی
اس کے بعد خادم علی جو بنیر کے رئیس ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ اور حضرت علی کی اولاد میں ہیں
اس پرانی مسجد کی تعمیر کی اور یہ اخلاص پیش کیا کعبہ پرستوں کے لئے قبلہ بن گیا
بشیر نے اس کی تاریخ کی فکر کی تو فرشتہ غیب نے فوراً کہا نہے خانۂ خدا
یہ پتھر مدینہ طیبہ سے کھدوا کر لایا گیا۔

یہ کتبہ جامع مسجد کے سائبان میں نصب ہے۔ کتبہ کا طول و عرض ۲ فٹ لمبا اور ایک فٹ دو انچ چوڑا ہے۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے۔ کتبہ سے پہلی مسجد کے بانی اور سن تعمیر کا صحیح علم ہوتا ہے۔ تیسرا کتبہ مسجد کے اندرونی حصہ میں محراب کے اوپر سیاہ پتھر پر کندہ ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۸۳ھ منیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجدید المسجد خادم علی	اِن لہا الباب کباب السلام
فقال لنا ہاتف تاریخہا	قل تلک المسجد بیت الحرام

۱۲۸۳ھ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ تحقیق کہ خادم علی نے مسجد کی بنیاد رکھی بیشک ان کے لئے دروازہ ہے مثل سلام کے دروازہ کے۔ ہاتف نے کہا اس کی تاریخ کے بارے میں کہ کہہ دیجئے کہ یہ مسجد، مسجد حرام ہے۔ ۱۲۸۳ھ

خطوط سلسلہ **خانقاہ منیر شریف پٹنہ**

مجتبیٰ زاد اللہ عرفانہٗ

۱۷ جنوری ۱۹۷۷ء

سلام مسنون

وقت کم ملا۔ ملاقات سے سیری نہ ہوئی۔ یہ کام وقت چاہتا ہے پھر بھی عجلت میں جو ہو سکا روانہ کرتا ہوں

تفصیل میں طول و عرض وغیرہ ہونا چاہیئے مگر وقت نہ مل سکا ذیل میں اس کی فہرست ہے "آثار منیر" اور "بہار کی خبریں" جمہوریہ نمبر اور ریڈیو کے مضمون نشر شدہ سے مزید کام چلے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کام کو بہتر طور پر انجام دلائے۔ آمین۔

تیر پور سے پچھم بیا پور میں ایک قدیم آباد مسجد آباد ہے اس سے پورب لودی پور اور اس سے کچھ دور پر مولانا چک میں ایک تین

گنبد کی مسجد ہے دونوں غیر آباد ہیں۔

منیر شریف سے کچھ ہی دور مہدا واں میں دو مسجدیں ہیں ایک عالیشان تین گنبد کی اور دوسری سڑک کے کنارے ہے جو آباد ہے غالباً یہ مسجدیں آپ کی لسٹ میں ہوں گی۔ ان مساجد کے علاوہ پانچ یا چھ قناتی مسجدیں بھی ہیں۔

باقی خیریت والسلام

طالب خیر عاصی مراد اللہ فردوسی منیری

عزیز محترم دعاء خیر!

آپ کا دستی خط جناب مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کے معرفت ملا۔ ہماری معلومات جہاں تک ہے۔ اردل میں ایک ہی مسجد ہے جو قدیم ہے اور لگ بھگ ۶۵۰ سال قدیم ہے۔

اردل میں حضرت مخدوم شاہ شمس الدین عرف شاہ سمن علیہ رحمت بہار شریف کے قریب ۶۵۷ھ میں بحکم مخدوم الملک حضرت سید شاہ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمت اللہ علیہ کے اردل تشریف لائے۔ اور انہوں نے ہی اس مسجد کی بنیاد رکھی اور یہاں تبلیغ اسلام کیا۔

آپ کی وفات بتاریخ ۱۱ رمضان المبارک ۸۰۸ھ ہے اور وہ مسجد احاطہ درگاہ شریف میں ہے۔ بقیہ دو سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔

(۱) اس مسجد میں کسی طرح کا کوئی کتبہ نہیں ہے۔

(۳) اس مسجد میں کسی طرح کا وقف نہیں ہے۔
آبادی سے کچھ دور ہونے کی وجہ کر غیر آباد رہی اور شکستہ حال ہے۔ ابھی قریب دو سال ہوتا ہے کہ جناب عموی محترم شاہ محمد عمیر صاحب نے اس کی تعمیر نو کی ہے اور بجلی بھی لگایا ہے۔
بھائی شاہ عون احمد کی خدمت میں سلام علیک عرض کریں گے۔

دعاگو سلطان احمد

کاکو

۵ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

عزیزم بندہ مکرم زاد اللہ اقبالہٗ وعلیک افضل تحیۃ والسلام
الحمد للہ تمام تحریر احوال قابل شکر ہیں۔ اور امید ہے کہ آں عزیز بھی اپنے مشاغل جمیلہ کے ساتھ بعافیت تمام ہوں گے۔ آپ نے اپنے کارڈ مرسلہ میں مساجد قدیم کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ مجھے بھی قدرے قلیل اس کار خیر میں جس میں آپ اس وقت مشغول ہیں حصہ لینے میں ایک گونہ مسرت ہو رہی ہے کاکو کے تمام قدیم عمارات میں دو مسجدیں ہیں جو قابل ذکر ہیں۔ اور چونکہ دونوں مساجد کی تعمیر حکمران وقت فیروز شاہ تغلق کے حکم سے صورت پذیر ہوئی ہے۔ لہٰذا تاریخی حیثیت سے اہم ہیں۔
مخدوم الملک مخدومنا حضرت شرف الدین بہاری رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ فیروز شاہ اپنے دورۂ بنگال پر رواں تھا۔ اس کا گذر کاکو پر سے ہوا۔ یہاں حضرت مخدوم بی بی کمال رضی اللہ عنہا

کے روضہ اقدس سے مستفیض ہوا اور اس کو محسوس کیا۔ کاکی سے روانہ ہو کر بہار شریف میں مخدوم الملک سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے واقعات سے آگاہ کیا۔ جب اپنے دورہ سے واپس ہوا تو درگاہ بی بی کمال رحمۃ کی تعمیر کے لئے فرمان جاری کیا اور درگاہ مکمل ہوئی۔ اسی سلسلہ میں درگاہ سے کچھ دوری پر آبادی کے اندر ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔ جس کی سن تعمیر ۷۸۰ تا ۷۹۹ ہجری ہے۔ ایک سنگ پر جو کتبہ ہے اس پر ۷۹۹ ہجری ہے۔ مگر یہ تاریخ تمام کام مکمل ہونے کے بعد کی ہے۔ تعمیر پہلے ہوئی ہے۔ مگر امتداد زمانہ سے یہ مسجد منہدم ہو گئی تھی۔ اس کی اسی نیو پر موجودہ مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ لہٰذا اس مسجد میں قدامت کے طرز تعمیر کے نشانات کچھ نہیں ہیں۔

دوسری مسجد جو مسجد قدیم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اول الذکر مسجد سے بالکل مشرق میں واقع ہے۔ یہ مسجد بھی اس سے کچھ عرصہ بعد تعمیر ہوئی اور یہ بھی فیروز شاہ تغلق کے حکم سے تعمیر ہوئی ہے۔ گو فیروز کا اس درمیان میں انتقال ہو گیا تھا۔ یہ مسجد مخدوم سید محمد ابراہیم زندہ دل رضی اللہ عنہ کے زیر نگرانی وہدایت پر تعمیر ہوئی ہے اور اس مسجد میں قدامت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ باہر سے دیکھنے میں تین گنبد نظر آئیں گے۔ مگر اندر سے ایک ہی گنبد کے نشان ہیں اس مسجد کی تعمیر بھی ۷۹۹ھ ہجری میں مکمل ہوئی۔ یہ معمولی ومختصر سی تاریخ ہے۔ امید ہے مفید ہو۔ اور دعا ہے کہ اللہ جل شانہ آپ کی محنت کو مشکور فرمائے۔

خیر اندیش غلام حیدر

کتبہ مورخہ ۱۲۶۴ھ گیلانی

بخدا چوں مسجد نو ساخت خیرا
براہیم آفریں ہا کرد دیرا
پئے تاریخ او ندا از عرش آمد
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

۱۲۶۴ھ

خدا کی قسم جب یہ نئی مسجد خیر کیلئے بنی تو جناب ابراہیم نے اس کی بہت تعریف کی جب اس کی تاریخ لکھنے کا موقع آیا تو عرش سے آواز آئی خدا دونوں جہاں میں اس مسجد کے بنانے والے کو جزائے خیر دے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۸۹ھ رجہت ضلع نوادہ

(۱) بہ مسجد بیا حکم قدوس کن (۳) کسے گر بپرسد ز سالی بنا
(۲) شما ماندن جائے فردوس کن (۴) ز سال غزالاں بدل ہوش کن

مسجد میں آؤ، اللہ قدوس کا حکم پورا کرو، وہاں رہنا جنت میں رہنے کے برابر ہے، اگر کوئی پوچھے اس کی بننے کا سال و تاریخ تو غزالاں سے اس کا سن ہوش کے ساتھ سمجھو۔

کتبہ مورخہ ۱۲۶۵ھ پورنیہ

ضمیر اللہ بنائے مسجدے داد

۱۲۶۵ھ

ضمیر اللہ نے مسجد کی بنا رکھی۔

یہ کتبہ مسجد کے صحن میں نصب ہے۔ کتبہ کو پڑھنے سے
بانیٔ مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۳۴ھ دربھنگہ

برلب دریا بر سر راہ
اِنَّ ھٰذا بیتُ اللّٰہ
سڑک اور دریا کے کنارے
بیشک یہ اللہ کا گھر ہے

یہ کتبہ تاریخی مسجد قلوہ گھاٹ کے بالمقابل عید گاہ میں نصب ہے۔ جس سے صحیح تاریخ کا اندازہ ملتا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۶۵ھ سیوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم	لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی بخش صاحب دل نیک ذات	بحمد اللہ این مسجد انجام یافت
پئی این مبارک بنا برد رنج	"۳" سال ہزار و صد و شصت و پنج

۱۱۶۵ھ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ علی بخش صاحب
جو نیک اور پاک سیرت ہیں۔ اس شاندار مسجد کے لئے کدو کاوش کی
خدا کی تعریف کے ساتھ، یہ مسجد مکمل ہوئی۔ ایک ہزار ایک سو
اور پینسٹھ سال میں۔

یہ کتبہ مسجد کے صحن میں نصب ہے۔ کتبہ کو پڑھنے سے بانی مسجد اور سن تعمیر کا صحیح اندازہ ملتا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۲۳۴ھ دربھنگہ

برلب دریا بر سر راہ
انّ ھٰذا بیت اللہ
سڑک اور دریا کے کنارے
بیشک یہ اللہ کا گھر ہے

یہ کتبہ تاریخی مسجد قلعہ گھاٹ کے بالمقابل عیدگاہ میں نصب ہے۔ جس سے صحیح تاریخ کا اندازہ ملتا ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۱۶۵ھ سیوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی بخش صاحب دل نیک ذات — بحمد اللہ این مسجد انجام یافت
پئے این مبارک بنا برد رنج — بسال ہزار و صد و شصت و پنج
سنہ ۱۱۶۵ھ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ علی بخش صاحب جو نیک اور پاک سیرت ہیں۔ اس شاندار مسجد کے لئے کد و کاوش کی خدا کی تعریف کے ساتھ، یہ مسجد مکمل ہوئی۔ ایک ہزار ایک سو اور پینسٹھ سال میں۔

کتبہ مورخہ ۱۰۱۰ھ لکھن پور

خدایا در جہاں شاہ اللہ کند نگہداری۔ بفرط دانش وداد
دور فخر بنائی دولت دین رشید، شد بجا ارکان اسناد،
برائے امتحان حق پرستی مکمل ساختن مسجد راز به اسناد
بجستم سال شی از بہید زمانہ جوابی داد مصر خوارزم آباد
سنہ ۱۰۱۰ھ

اے میرے خدا دنیا میں شاہ اللہ نے بنیاد رکھی، اس پر اپنی
نظر کرم کیجیے۔ انتہائی توجہ کے ساتھ کہ اس کے دور میں دین و دولت
کی بنیاد پڑی، اس کی اسناد بجا طور پر پختہ کی گئی حق پرستی کے امتحان
کے لیے مکمل کی بنیاد مسجد کی اور ایک راز رکھا زمانہ کے سامنے
اس کے سال کی تلاش کی، تو جواب ملا کہ یہ دوسرا شہر خوارزم ہے سنہ ۱۰۱۰ھ
یہ کتبہ بھاگلپور سے تقریباً ۲۵ کیلو میٹر کی دوری پر
لکھن پور کے ایک قصبہ میں حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کے مزار پر
درخت کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اس کتبہ کا طول و عرض ۴-۱×
۸-۱ ہے۔ کتبہ باوجود کافی قدیم ہونے پر بھی اس میں ایک
خاص قسم کی چمک دکھائی پڑتی ہے۔ کتبہ سے ہمیں صحیح تاریخ
کی واقفیت ہوتی ہے۔ مخدوم علیہ الرحمہ کے مزار مبارک کے
قریب ہی ایک قدیم مسجد بھی موجود ہے جو بحمد اللہ آباد ہے۔ اس
میں کتبہ نہیں ہے۔ جس سے سن تعمیر اور بانی مسجد کا پتہ
چل سکے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۲۶ھ گیا

شہنشاہ اعلیٰ مخلوق کے حکمراں صاحب جود وسخا اور معروف مشہور برائے عدل وانصاف ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں، اللہ ان کی سلطنت کو قائم ودائم رکھے، اب اس مسجد کی تعمیر شیخ برمزید کی توجہ اور وزیروں میں ممتاز طلا اور بہترین اچھے اوصاف کے حامل میرک حسین بخشی مقیم خواف کی کوششوں سے سنہ ۱۲ جلوس جہانگیر موافق سنہ ۱۰۲۶ ہجری میں مکمل ہوئی۔

یہ کتبہ شاہی مسجد محلہ نادرا گنج گیا کے صحن میں نصب ہے۔ کتبہ کی لمبائی دو فٹ چار انچ اور چوڑائی ایک فٹ ۸ انچ ہے۔ کتبہ سے بانی مسجد اور سن تعمیر کی صحیح واقفیت ہوتی ہے۔ یہ مسجد گیا شہر کی تمام مسجدوں میں سب سے زیادہ وسیع اور کشادہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی عمارت قابل دید ہے جو بحمداللہ آباد ہے۔

کتبہ مورخہ ۱۰۳۵ھ باڑھ

کتبہ مسجد قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال اللہ تعالیٰ ویسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفۃ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعہد شاہ نورالدین جہانگیر   بنا شد مسجد محمود و مسعود
چو جستم سال تاریخ بنایش   خرد گفتا بگو کز شیخ محمود

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
اللہ نے فرمایا کہ گرج اللہ کے حمد کی تسبیح پڑھتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے سچے رسول ہیں۔

شاہ نورالدین جہانگیر کے زمانہ میں محمود اور مسعود نے مسجد کی بنیاد ڈالی جب میں نے اس کی بنیاد کی تاریخ ڈھونڈی، غیب سے ایک ندا آئی کہ اس کی تعمیر شیخ محمود نے کی ہے۔

یہ کتبہ مسجد کے صحن میں نصب ہے، کتبہ کا طول و عرض ایک فٹ ۱۰ اینچ لمبا اور ۹ اینچ چوڑا ہے۔ کتبہ سے ہمیں مسجد کی صحیح تاریخ کا علم ہوتا ہے۔

مسجد خانقاہ رحمانی مونگیر

یہ مسجد خانقاہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ جس کے اول بانی حضرت نواب امام خاں صاحب تھے۔ جنہوں نے ۱۲۳۳ھ ہجری میں مسجد کی تعمیر کرائی۔ حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی نے دوبارہ نئے سرے سے اس مسجد کی تعمیر نو کروائی۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۸۲ء میں اپنے پیر بھائی جناب حکیم احمد اللہ خاں صاحب

ولد نواب امام خاں صاحب گنج مراد آباد کے ساتھ جب مونگیر تشریف فرما ہوئے تو اسی مسجد میں قیام کا سلسلہ شروع کیا تھا اور اس طرح پھر بعد میں مسجد کے متصل ہی خانقاہ رحمانی قائم ہوئی۔ مسجد بحمداللہ آباد ہے اور اس کا انتظام نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ ہے۔

یہ مضمون میں نے خود حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی سے مل کر حاصل کیا تھا۔

یہ دونوں کتبہ جامع مسجد اسٹیشن میں صحن کے جانب چسپاں ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے بلکہ آٹھ منارے ہیں۔ ضرورت کی بنا پر مسجد کی توسیع ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۲ × ۴۱ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا طول وعرض ۱۲ × ۴۱ ہے۔ مسجد کا بڑا منارہ جو ان دنوں تعمیر ہو رہا ہے اس کی بلندی ۱۰۱ فٹ ہے۔ مسجد کا انتظام نہایت ہی اعلیٰ ہے۔

جامع مسجد پٹنہ جنکشن ص ۷۳

ولد نواب امام خاں صاحب گنج مراد آباد کے ساتھ جب مونگیر تشریف فرما ہوئے تو اسی مسجد میں قیام کا سلسلہ شروع کیا تھا اور اس طرح پھر بعد میں مسجد کے متصل ہی خانقاہ رحمانی قائم ہوئی۔ مسجد بحمد اللہ آباد ہے اور اس کا انتظام نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ ہے۔

یہ مضمون میں نے خود حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی سے مل کر حاصل کیا تھا۔

یہ دونوں کتبہ جامع مسجد اسٹیشن میں صحن کے جانب چسپاں ہے۔ مسجد میں گنبد نہیں ہے بلکہ آٹھ منارے ہیں۔ ضرورت کی بنا پر مسجد کی توسیع ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ کا رقبہ ۱۲ × ۴۱ فٹ ہے جبکہ صحن مسجد کا طول و عرض ۱۲ × ۴۲ ہے۔ مسجد کا بڑا منارہ جو ان دنوں تعمیر ہو رہا ہے اس کی بلندی (۱۰۰) سو فٹ ہے۔ مسجد کا انتظام نہایت ہی اعلیٰ ہے۔

جامع مسجد پٹنہ خلش ص ۷۳

مسجدیں در شہر بھاگلپور

(۱) قصبہ چمپا نگر مسجد ۱ ۷۶۹ھ موجود ہے۔ (۲) قصبہ بھاگلپور
۸۵۰ھ مسجد منہدم ہو چکی ہے۔ کتبہ غائب ہے۔ لیکن اس کا فوٹو ہے
(۳) قصبہ برابری۔ ۹۰۹ھ ایک کتبہ ملنا چک مسجد گیٹ (ملا چک)
میں لگا ہوا ہے۔ اور دوسرا ۹۲۴ کھنجر پور، مجاہد پور مسجد میں لگا
ہوا ہے۔ (۵) محلہ خلیفہ باغ۔ بغدادی مسجد خلیفہ باغ ۱۰۲۱ھ
اس مسجد میں آجکل آستانہ عالی ہے (۶)، جامع مسجد خلیفہ باغ
۱۰۷۸ھ دالان $72 \times 19\frac{1}{2}$ - کتبہ موجود ہے اور اس میں لم بخش
الی اللہ لکھا ہے۔ یہ مسجد ۱۰۷۳ھ میں بننی شروع ہوئی اور ۱۰۷۸ھ
میں مکمل ہوئی اس کے بعد ۱۰۷۹ھ میں بادشاہ کو خبر دی گئی بموجب
اطلاع نامہ (کتب خانہ پیر دھڑیا)، (۷)، محلہ قاضی چک۔ دو
کتبہ موجود ہے۔ دونوں مسجد میں لگا ہے ۱۰۹۴ھ / ۱۰۹۸ھ -
(۸)، محلہ ملنا چک (ملا چک)، مسجد میں کتبہ موجود نہیں ہے۔ یہ
مسجد شاہ شجاع کے زمانہ میں خام تھی جسے فرخ سیر کے حکم کے
مطابق ۱۱۰۱ھ میں پختہ کیا گیا۔ دالان 16×70 فٹ۔
(۹)، عیدگاہ شاہ جنگی۔ کتبہ موجود نہیں ہے۔ لیکن یہ مسجد پہلی
تین گنبد والی ۱۱۲۷ھ میں تعمیر ہوئی اس وقت گیارہ گنبد موجود
ہیں۔ پچاس سال پہلے صرف پانچ گنبد تھے (۱۰)، شکر اللہ چک
یہ مسجد عہد عالمگیری کی ہے۔ کتبہ موجود نہیں۔ ۱۱۱۸ھ (۱۱)، مشائخ چک
کہا جاتا ہے یہ مسجد عہد اکبری کی ہے لیکن سند موجود نہیں ہے

ملنے کا پتہ: (۱) مسکن کوٹھی یا قر گنج گنج ... (۲) کتاب منزل سبزی باغ پٹنہ ...



تحریک فیضان لوح وقلم جگناتھ پور آباد پور بارسوئی کٹیہار بہار